REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹   شمارہ ۳۱

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۱ ہجری   ۹ ظہور ۱۳۶۹ ہش   ۹ اگست ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ❊

اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں جلسہ سالانہ برطانیہ کا کامیاب انعقاد

دنیا کے کونے کونے سے دس ہزار سے زائد شمع احمدیت کے پروانوں کا عظیم اجتماع

پہلے روز کی کارروائی کا مختصر ابتدائی تذکرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ ۲۷-۲۸-۲۹ جولائی کو نہایت کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا۔ ابتدائی خبروں اور بعض دوستوں کے آمدہ خطوط سے پہلے روز کی مختصر روئیداد موصول ہوئی ہے جس کے مطابق عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کے دس ہزار سے زائد شمع خلافت کے پروانے دنیا کے کونے کونے سے شریک جلسہ ہو کر پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دلنواز و دلپذیر اور بصیرت افروز خطابات سے مستفید ہوتے رہے۔ حضور انور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ ثم الحمد للہ۔

مورخہ ۲۷ جولائی کو حضور انور نے سوا دو بجے اسلام آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں حضور انور نے احباب جماعت کو تربیت کی طرف توجہ دلائی اور اپنی زرّیں نصائح سے نوازا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد برطانیہ کے پچیسویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ مصر کے احمدی دوست مکرم السیّد حلمی الشافعی صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ بعد ازاں فلسطین (اسرائیل) کے ایک احمدی دوست نے نظم پڑھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس سال فلسطین (اسرائیل) سے ۳۵ احمدی افراد شریک جلسہ ہوئے جو اپنے عربی لباس میں ملبوس جلسہ گاہ میں رونق افروز تھے۔ ایک فلسطینی احمدی دوست نے سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ جس سے ایک ایسا روحانی سماں بندھ گیا کہ متعدد ممالک سے آئے ہوئے دس ہزار سے زائد افراد پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ اس جلسہ سالانہ کو ایک لحاظ سے یہ اہمیت حاصل ہے کہ یہ U.K. کا ۲۵ واں جلسہ سالانہ ہے جسے اعداد و شمار کے لحاظ سے سلور جوبلی کا جلسہ کہا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس عظیم روحانی اجتماع میں دور دراز سے احمدیت کے فدائی تشریف لائے ہیں۔ حضور نے افریقہ سے تشریف لانے والی دو معمّر خواتین کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے ایک ساٹھ سال کی ہیں جن کو بچوں سمیت کئی میل تک پیدل چلنا پڑا۔ کیونکہ وہ افریقہ کے ایک دور دراز گاؤں سے تشریف لائی ہیں۔ اور ایک خاتون اسّی سال کی ہیں جو اس عظیم روحانی اجتماع کے برکات و فیوض حاصل کرنے کے لئے آئی ہیں۔

حضور انور نے فلک شگاف نعروں کے درمیان فرمایا کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرے کے جواب میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کہنا چاہیئے۔ پھر حضور انور نے حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرے خود لگائے اور سارا پنڈال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درود شریف سے گونج اٹھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے دوران مکرم نسیم سیفی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے روزنامہ الفضل کی اشاعت میں بہت احتیاط سے کام لیا یہاں تک کہ عربی اعراب کا استعمال بھی نہ کیا۔ لیکن پھر بھی شر پسندوں نے الفضل کو بند کروا دیا ہے۔ پھر حضور انور نے پاکستان میں احمدیوں پر ڈھائے جانے والے نت نئے ظلم و ستم کا تذکرہ نہایت رقت بھری آواز میں فرمایا جس سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا اپنے غلاموں کی تکالیف پر کس طرح تڑپ تڑپ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی اس تڑپ کو قبولیت دعا اور روح القدس کی تائید کا وسیلہ بنا دے۔ آمین۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان کی گورنمنٹوں کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے انگریزوں کے وقت میں مالیہ ادا کرنے میں ایک روپیہ بچا کر ۹۹ روپے ادا کر دیئے اس خیال سے کہ اتنی چھوٹی سی رقم کا انگریز افسر خیال نہ کرے گا اور چھوڑ دے گا۔ لیکن انگریز افسر نے ایک روپے کے معاملہ میں نرمی اختیار نہ کی بلکہ جیسا کہ انگریز عام طور پر حساب لینے میں پورے اور کھرے ہوتے ہیں اس نے اس شخص کو یہ سزا دی کہ تمہیں سَو پیاز کھانے پڑیں گے۔ جب اس نے دس بارہ پیاز کھائے تو کہا کہ مجھ سے نہیں کھائے جاتے، اس کی بجائے میں جوتیاں کھا لوں گا۔ چنانچہ اسے جوتیاں پڑنی شروع ہو گئیں۔ جب بارہ چودہ جوتیاں کھا چکا تو پھر کہنے لگا کہ میں پیاز ہی کھا لوں گا۔ جب دس بارہ پیاز اور کھا لیے تو پھر کہنے لگا میں جوتیاں ہی کھا لوں گا۔ اس طرح ادل بدل کرتا رہا۔ اور جب ۹۹ جوتیاں پڑ چکیں تو ایک آخری جوتی پگڑی میں لگی جس میں وہ بچایا ہوا اور چھپایا ہوا روپیہ نکل آیا۔ اور انگریز نے وصول کر لیا۔

حضور نے فرمایا یہی حال پاکستان کا ہے کہ وہاں کبھی فوجی حکومت کو پسند کیا جاتا ہے تو کبھی عوامی حکومت کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ضیاء الحق کی فوجی حکومت نے پاکستان کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔

حضور انور کے اس افتتاحی خطاب کے بعد محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے سیرۃ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ تفصیلی رپورٹ آئندہ اشاعتوں میں پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عالمگیر تبلیغی سیمنار

جلسہ سالانہ برطانیہ سے ایک روز قبل مورخہ ۲۶ جولائی کو اسلام آباد میں صبح دس بجے عالمگیر تبلیغی سیمنار منعقد ہوا۔ پہلے دو اجلاس ۱/۲ ۱۲ بجے تک اور تیسرا اجلاس چار بجے تک جاری رہا۔ ۱/۲ ۳ بجے حضور انور تشریف لے آئے اور دلپذیر خطاب سے سرفراز فرمایا۔ محترم کمال یوسف صاحب نے مشرقی یورپ اور رشیا میں تبلیغ کے عنوان پر معلوماتی تقریر کی۔ مکرم السیّد حلمی الشافعی۔ مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ۔ اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے علی الترتیب اجلاسات کی صدارت کی۔ دیگر کئی دوستوں اور مشنری انچارج حضرات کے علاوہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب کو دوسرے اجلاس میں بنگال۔ آسام اور منی پور میں تبلیغی مساعی پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔ اور مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے تیسرے اجلاس میں تلاوت قرآن مجید کی۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

مخالفینِ احمدیّت کا ایک گھناؤنا فعل

از محترم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری ۔ لندن

پاکستان میں آجکل احمدی مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، جن حالات سے وہ گذر رہے ہیں ملک سے باہر بیٹھ کر ان کا اندازہ لگانا کچھ آسان نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی حضرات نے جماعتِ احمدیہ کے اراکین کے خلاف کارروائیاں کرتے رہنے کا عہد کر رکھا ہے۔ کبھی کلمہ بیج لگانے پر۔ کبھی نماز پڑھنے پر۔ کبھی الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی انگوٹھی پہننے پر۔ کہیں قرآنِ مجید کی تلاوت اُونچی آواز سے کرنے پر اور کہیں قرآنی آیات کو دُوکانوں یا مکانوں میں آویزاں کرنے پر مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے خلاف فتنہ و فساد۔ افترا پردازی، جھُوٹ اور سازشوں کو انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے بسا اوقات ایک احمدی کو بازار میں جاتا دیکھ کر شور مچانے لگتے ہیں کہ اس نے ہمیں تبلیغ کی ہے۔ اور اس طرح اس کو مقدمات میں اُلجھا کر سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت بڑی "خدمتِ اسلام" سرانجام دی ہے۔ یہ سلسلہ گلی کوچوں سے لے کر دفاتر تک پھیلا ہُوا ہے۔ اور تعلیمی ادارے بھی اس سے مبرّا نہیں۔ تعلیمی اداروں میں بعض دفعہ ایک احمدی طالب علم کے کلاس میں بیٹھنے پر نہ صرف اعتراض کیا جاتا ہے بلکہ کلاسوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح امن و امان کا مسئلہ پیدا کیا جاتا ہے مگر حال ہی میں لاہور کے میڈیکل کالج میں ایک ایسا واقعہ رُونما ہُوا ہے جس سے مولوی حضرات کی انتہائی گندی ذہنیت آشکار ہوتی ہے۔ اور یہ پتہ چلتا ہے کہ انہیں اسلام سے ذرّہ بھر بھی عقیدت نہیں۔ کیونکہ اگر کسی انسان میں ذرّہ بھر بھی شرافت کا مادّہ ہو تو وہ اِس قسم کے گھناؤنے فعل کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کا فعل لاہور کے اس تعلیمی ادارے میں ہُوا ہے۔ اس درسگاہ کے ایک احمدی طالب علم نے حضرتِ اقدس کی خدمت میں خط لکھتے ہُوئے ظُلم و ستم کی داستان یُوں بیان کی ہے :-

" ۱۱ رمئی بروز ہفتہ دِن کے وقت ۔۔۔ تھے کہ غیر احمدی طلباء کا ایک جلوس جس میں قریباً ۷۰، ۸۰ طلباء تھے اور جن کی قیادت جمعیت طلبائے اِسلام کے سرکردہ ممبر کر رہے تھے۔ کالج کے ہوسٹل نمبر ۳ میں آیا۔ مَیں اُس وقت اپنے کمرہ میں موجود تھا۔ انہوں نے آتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ کیا مَیں مُسلمان ہوں؟

مَیں نے اُن کی بدنیّتی کو بھانپتے ہُوئے جواب دیا کہ مَیں احمدی ہوں۔

اس پر ایک لڑکا جس کے ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا آگے بڑھا اور کہا کہ یہ قرآن ہمیں کُوڑے کے ڈھیر سے مِلا ہے۔ تم نے یہ وہاں کیوں پھینکا ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ مَیں تو ایسا کام ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس پر اُس نے کہا کہ اگر تم نے نہیں کیا تو کوئی دُوسرا مرزائی ہوگا۔ چنانچہ اسی ہوسٹل میں رہائش پذیر ایک دوسرے احمدی طالب علم کو بُلایا اور اس کو بھی یہی سوال کیا گیا۔ اُس نے بھی جواب دیا کہ احمدی ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اِس پر جلوس نے ہمیں مارنا شروع کیا اور دھکے دے دے کر ہوسٹل سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد یہ جلوس ہوسٹل نمبر ا میں گیا۔ مگر اطلاع ملنے پر وہاں کے احمدی طلباء جلوس کے پہنچنے سے بیشتر ہوسٹل خالی کر چکے تھے۔ مگر پھر بھی دو احمدی طلباء اُن کے ہتھے چڑھ گئے۔ جن کو زدوکوب کیا گیا۔ اور پھر ہوسٹل وارڈن کے پاس لے کر گئے۔ اور اپنی کہانی دُہرائی۔ وارڈن نے معاملہ کی چھان بین کرنے کی بجائے اُلٹا احمدی طلباء کو ڈانٹ پلائی اور کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ احمدی طلباء نے جواب دیا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور جس نے بھی کیا ہے بدبخت ہے۔ اور انتہائی گھناؤنا فعل کیا ہے۔ مگر وارڈن نے ایک نہ سُنی اور جلوس کو واپس بھجوا کر احمدی طلباء کو ہوسٹل سے نکال دیا۔

اس کے بعد جلوس ہوسٹل نمبر ۴ میں گیا۔ وہاں ایک ہی احمدی طالب علم تھا۔ وہ اپنے کمرہ میں موجود نہ تھا۔ اس طرح تمام احمدی طلبہ کو ہوسٹلوں سے نکالنے کے بعد اُنہوں نے احمدیوں کا سامان اُن کے کمروں میں جلا دیا۔ میرے کمرے کے باہر میری موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ ۔۔۔ وہ بھی اپنے قبضہ میں کرلی۔ اور بعد میں پنجاب یونیورسٹی ہوسٹل میں جمعیتِ طلباء کے سرکردہ ممبروں کو بھجوا دی گئی۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہم دس طلبہ ہوسٹل سے باہر رہ رہے ہیں۔ ہمارے سامانوں کو جلایا جا چکا ہے۔ ہم کالج میں اپنی کلاسوں میں بھی نہیں جا سکتے۔ یہ سب کچھ مخالفین کی ناجائز حرکات کی وجہ سے ہُوا۔ ظالموں نے ہم پر الزام لگانے کے لئے قرآن مجید تک کی بےحُرمتی کی اور اسے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر پھینکا۔"

پھر اسی پر بس نہیں، ان مخالفین نے پُوری کوشش کی کہ دیگر تعلیمی درسگاہوں میں بھی یہی عمل دُہرایا جائے۔ چنانچہ ایف۔ سی کالج لاہور میں تحفظِ ختمِ نبوّت کے نام پر جلسہ کیا گیا اور جماعتِ احمدیہ پر بے بنیاد الزامات تراش کر طلبہ کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی۔ دیگر کالجوں میں بھی قدِ آدم اِشتہار لگائے گئے اور طلبہ کو اُکسایا گیا۔ اِن میں لکھا گیا کہ اسلام کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ احمدی طلبہ کا بائیکاٹ کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کا پاکستانی مُلّا اسلام کے نام پر مُلک میں اس قدر فساد برپا کر رہا ہے کہ دن بدن سارا مُلک اسلامی قدروں سے محروم ہوتا چلا جا رہا ہے معاشرہ میں اتنا جھُوٹ، فساد اور ظلم پھیل چکا ہے اور اس قدر رشوت ستانی ہے کہ جس کی مثال مُلک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان حالات کی تمام تر ذمّہ داری اُن علماءِ سُوء پر ہے جن کے متعلق ہادیٔ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیشگوئی فرمادی تھی کہ یہ علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء میں ان دردناک حالات کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا :-

"اِن سب بلاؤں کا درحقیقت ایک ہی علاج ہے کہ یہ سب سے بڑی بلا جو مُلّاں ہے، ساری قوم اس پر لعنت ڈالے۔ اور دُعائیں کرے۔ اور گڑگڑائے کہ اے خُدا ہمیں اِس لعنت سے نجات بخش۔ کیونکہ جب تک یہ لعنت مُلک پر سوار ہے کبھی بھی اس مُلک کے لئے کوئی نجات کی راہ نہیں نکل سکتی۔ پس اگر کبھی پہلے ضرورت تھی کہ مُلّاں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور ساری قوم متحد ہو کر اِس لعنت سے نجات پانے کا فیصلہ کرے تو آج یہ وقت ہے۔ کیونکہ آج پاکستان کا مُلّاں پاکستان کی زندگی اور موت کا سوال بن کر کھڑا ہُوا ہے۔ اگر یہ مُلّاں اپنی اِس نحوست کے ساتھ باقی رہا تو یہ مُلک باقی نہیں رہ سکتا۔"

درخواستِ دُعا

مکرم رشید احمد صاحب چودھری پریس سیکرٹری لندن اپنی صحت وسلامتی اور مقبول خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق پانے اور دینی و دنیوی برکات کے حصول کے لئے جملہ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ بدر)

مقالہ بھیجنے کی آخری تاریخ !

شعبہ تعلیم مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے مضمون نویسی کے تحت اِمسال لکھوائے جانے والے مقالہ کا عُنوان "صد سالہ جشنِ تشکّر کے رُشیریں ثمرات" تجویز کیا گیا ہے۔ اوّل۔ دوم۔ سوم آنے والے مقالہ نگار کو سالانہ اجتماع کے موقعہ پر انعام دیا جائے گا۔ مقالہ دفتر مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت میں پہنچنے کی آخری تاریخ **۳۱ راگست** مقرر ہے۔ خدّام زیادہ سے زیادہ اِس علمی مقابلہ میں حصہ لیں اور بروقت اپنے مقالے ارسال کریں۔

مہتمم تعلیم مجلسِ خُدّام الاحمدیہ بھارت

خصوصی درخواستِ دُعا :- اِن دنوں سکھر اور ساہیوال کی جیل میں ہمارے آٹھ اسیران ہیں جو محض کلمہ طیبہ کے جرم میں مقید ہیں۔ اِسی طرح مکرم محمد الیاس منیر صاحب۔ فیصل آباد کی جیل میں اسیر ہیں۔ موصوف نے قید ہی میں بی۔ اے۔ کا امتحان دیا ہے۔ موصوف کی نمایاں کامیابی اور تمام اسیرانِ راہِ مولیٰ کی معجزانہ طور پر باعزت رہائی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ)

خطبہ جمعۃ المبارک

خدا کو پانے کیلئے کامل عجز اختیار کرنا ضروری ہے اور خدا کے عاجز بندوں سے تعلق بڑھانا ضروری ہے

خدا کے غریب اور بے سہارا اور کمزور بندوں کیلئے دل میں گہری ہمدردی کا پیدا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ آپ

اُن کے ساتھ ہو جائیں اُن میں سے اپنے آپ کو شمار کرنے لگیں اُن کے دُکھ بانٹنے لگیں اپنے سُکھ اُن کے ساتھ بانٹنے لگیں یہ لقاء کی شرط ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ شہادت ۱۳۶۹ ہش مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ــــ (قائم مقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

آج آخر وہ جمعہ کا دن آگیا جس کی اُمتِ محمدیہ کو ہر سال بشدت انتظار رہتی ہے۔ یا انتظار کو اگر مذکر لیا جائے تو جس کا اُمتِ محمدیہ کو ہر سال شدت سے انتظار رہتا ہے۔ یہ انتظار بعض لوگوں کی صورتوں میں تو سال بھر پہ پھیلا ہوا ہے۔ اور بعض لوگوں کی صورتوں میں ایک مہینے پر پھیلا ہوا ہے یعنی رمضان میں شروع ہوتا ہے اور رمضان میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور بعض صرف ایک دن کو نقطے کی طرح اپنی نگاہ کے سامنے رکھتے ہوئے اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اُن کے انتظار کا سالوں یا مہینوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس جمعہ کو جمعۃ الوداع اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اور اس کے بعد پھر اس سے جدائی ہے۔

مَیں نے گزشتہ سال بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ ہمارے نزدیک تو درحقیقت یہ

جمعۃ الوصال ہے

کیونکہ یہ جمعہ اگر کوئی اہمیت رکھتا ہے تو سوائے اس کے اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ یہ وہ مبارک دن ہے جس میں وصلِ الٰہی کا سب سے زیادہ امکان ہے۔ اور وصل کے بعد وداع کا تصور تو بڑا دردناک تصور ہے۔ یہ تو ساری خوشیوں کو المیہ میں تبدیل کر دینے والا تصور ہے۔ پس اگر جمعۃ الوداع کا یہ معنی ہے کہ الحمدللہ یہ جمعہ آیا اور آ کر چلا گیا۔ پس اسے رخصت کرو اور جس طرح یہاں رواج ہے "ٹا۔ٹا" کہہ کے اس جمعہ سے چھٹی حاصل کر لو۔ تو یہ ایک بالکل غیر اسلامی، غیر مومنانہ بلکہ ایسا تصور ہے جسے کوئی عاشق قبول نہیں کر سکتا۔ پس یہ جمعہ درحقیقت جمعۃ الوصال کی حیثیت سے ہی اہمیت رکھتا ہے۔ اور جمعۃ الوصال کی حیثیت سے ہی اسے سمجھنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو درحقیقت رمضان مبارک کے آخری عشرے میں غیر معمولی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش فرمایا کرتے تھے اور اس عشرے میں واقعہ ہونے والے جمعہ کو باقی دنوں سے ایک امتیازی شان حاصل ہوتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس لئے اس جمعہ نے اُمتِ محمدیہ کے تصورات میں ایک مقام پیدا کیا ہے لیکن اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس کے متعلق مَیں قدرے روشنی ڈالوں گا۔ لیکن اس سے پہلے مَیں اس مضمون کو ایک اور طریق پر شروع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتا دوں کا مضمون ہے جو گزشتہ چند خطبات سے جو [illegible] رمضان کے خطبے شروع [illegible] گیا جاری ہے۔ رات [illegible] رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کو ایک اور طرز پر دکھایا اور ساتھ ہی قرآن کریم کی ایک آیت کی ایک نئی تفسیر سمجھائی جس کا لقاء سے بڑا گہرا تعلق ہے اور دراصل جو مضمون مَیں آج کے خطبے میں بیان کرنا چاہتا ہوں اُسی کی تمہید ہے جو مجھے سمجھائی گئی۔ رؤیا بڑی دلچسپ اور عجیب سی ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ ربوہ میں ہوں کھلے گھاس کے میدان میں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں۔ اور وہاں پاکستان سے مختلف پروفیشنل گانے والے جو ریڈیو پاکستان یا ٹیلی ویژن وغیرہ میں گانوں میں حصہ لیتے ہیں، وہ کسی تقریب یا شمولیت کی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔ اور اُن کا جو رستہ ہے اُن کے درمیان اور میرے درمیان ایک [illegible] حائل ہے گویا اس رستے پر جس پر وہ چل رہے ہیں ایک دیوار کی اوٹ ہے لیکن بعض جگہ [illegible] ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک در سے گزرتے ہوئے اُن میں سے ایک شخص کی نظر مجھ پہ پڑتی ہے۔ اور خواب میں مجھ پر یہ تاثر ہے کہ یہ مجھے جانتا ہے اور مَیں اس کو جانتا ہوں تو وہ جس طرح ایک انسان جانی پہچانی شکل کو ملنے کے لئے آگے بڑھتا ہے وہ میری طرف آگے بڑھتا ہے لیکن قریب آنے کی بجائے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر مجھے پنجابی میں کچھ شعر سُناتا ہے۔ وہ جو پنجابی کے شعر ہیں وہ اس رنگ کے ہیں جیسے بعض دیہاتیوں کو یا کم علم والوں کو بعض دفعہ کوئی نکتہ ہاتھ آجاتے تو اُسے وہ بڑے فخر سے بڑے بڑے علماء کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر مجلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سوال کیا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اس رنگ کا کوئی نکتہ ہے جو ایک پنجابی نظم میں اُس نے یاد کیا ہوا ہے اور وہ سوالیہ رنگ میں میرے سامنے رکھتا ہے لیکن اس کی طرز میں تکبّر یا دکھاوا نہیں بلکہ واقعۃً وہ اس نکتے میں اُلجھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کے طرزِ بیان میں ایک درد پایا جاتا ہے۔ پنجابی کے وہ شعر مجھے یاد تو نہیں مگر چند شعر ہیں۔ اُن کا مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو یہ کائنات ہے اس کے راز تو بہت گہرے ہیں اور ہماری آنکھیں جو دیکھ رہی ہیں وہ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں اور ہماری آنکھیں جو دیکھتی ہیں وہ ہمیں کچھ اور منظر دکھاتی ہیں۔ اور خدا کے جو قدرت کے راز یا عرفان کی باتیں ہیں اُن تک ہماری آنکھیں پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ اور نہ ہم ان کو سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہماری آنکھیں ٹیڑھا دیکھ رہی ہیں۔ اور یہ کہتے کہتے وہ بڑے درد سے اپنی آنکھ کے نچلے پردوں کو انگلیوں سے نوچ کر نیچے کر کے آنکھیں دکھاتا ہے۔ جن میں ایک قسم کی سُرخی پائی جاتی ہے جیسے رو رو کے سُرخی پیدا ہو گئی ہو۔ اور وہ نظم میں ہی کہتا ہے کہ دیکھیں ان آنکھوں کی وجہ سے ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو خدا نے آنکھیں وہ دی ہیں جو غلط دیکھ رہی ہیں۔ اور ان کے رازوں کی حقیقت کو پا نہیں سکتیں۔ تو اب بتائیں کہ ہم کیا کریں۔ ہم کیسے سمجھیں۔ یہ نظم جب مکمل ہو جاتی ہے تو مَیں اس کو اشارۃً کہتا ہوں کہ آئیں بیٹھیں۔ اور مَیں آپ کو یہ مضمون سمجھاتا ہوں۔ اور اتنے میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس بات کی خبر باقی ساتھیوں کو بھی پہنچ گئی ہے۔ اور وہ دُور دُور سے واپس مڑے ہیں اور ایک دائرے کی شکل میں مجلس بنا کر میری بات سُننے کے لئے بیٹھ گئے ہیں۔ مَیں ان سے کہتا ہوں کہ آپ نے بظاہر ایک بڑی اُلجھی ہوئی بات پیش کی ہے لیکن مَیں اس کی ایک سادہ سی تفسیر آپ کو بتاتا ہوں جو [illegible] دیکھتے آپ کو بات کو سمجھا دے گی۔ اور وہ آپ کی اس عارفانہ نظم کی درحقیقت تفسیر ہے (تفسیر کا لفظ تو میں نہیں بولتا) لیکن اس مضمون کو سمجھانے کے لئے مَیں کہتا ہوں۔ آپ کے سامنے مَیں ربوہ کی مثال رکھتا ہوں۔ آپ لوگ پاکستان کے مختلف شہروں میں سے [illegible] ربوہ تشریف لاتے ہیں۔ یہاں آپ نے کچھ چہرے دیکھے ہیں۔ اُن چہروں میں آپ کو خدا کا خوف دکھائی دیتا ہے۔

اُن چہروں میں آپ کو عبادت کے رنگ دکھائی دیتے ہیں

اُن چہروں میں آپ کو تقویٰ دِکھائی دیتا ہے۔ اُن چہروں میں آپ کو دین کی محبت اور اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق دِکھائی دیتے ہیں۔ یہاں کے گلیوں میں چلنے پھرنے والوں کو آپ نے دیکھا۔ یہاں مجالس میں اُٹھنے بیٹھنے والوں کو آپ نے دیکھا اور آپ اپنے دل سے گواہی لے کر مجھے بتائیں کہ کیا آپ کی آنکھوں نے آپ کو صحیح خبر نہیں دی۔ کیا آپ کی آنکھوں نے واقعۃً آپ کو یہ اطلاع نہیں دی کہ اسلام کا جو بھی تصوّر ہے وہ یہاں پایا جاتا ہے۔ اور جو مُسلمانوں کی ادائیں ہونی چاہئیں وہ اِن لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ پھر آنکھوں نے تو آپ سے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ اِس کے باوجود اگر آپ کے دِل کچھ اور پیغام لیں تو خدا کی بنائی ہوئی آنکھوں کا کیا قصُور ہے۔ پھر میں اُن سے کہتا ہُوں کہ آپ موازنے کے طور پر چنیوٹ چلے جائیں جو ربوہ کے قریب ہی ہے۔ اور وہاں بھی جاکر لوگوں کے چہروں کے مشاہدے کریں۔ وہاں بھی اُن کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھیں۔ وہاں جاکر بھی سوچیں کہ آپ کے نزدیک قرونِ اُولیٰ کے مُسلمان کیسے ہونے چاہئیں تھے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فیض پانے والے مُسلمانوں کی کیا ادائیں ہونی چاہئیں اور دیکھیں اور پھر اپنے نفس سے پُوچھیں کہ کیا آنکھوں نے آپ سے جھوٹ بولا تھا؟ کیا آنکھوں کا پیغام یہی تھا کہ یہ جو ربوہ کے سب سے شدید مخالفین ہیں یہ سچے مسلمان دکھائی دے رہے ہیں یا آپ کی آنکھوں نے آپ کو یہ بتایا تھا کہ مُسلمانی کی کوئی بھی علامتیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔ ان کا اُٹھنا بیٹھنا، ان کا بولنا، ان کا چلنا پھرنا، ان کے مزاج سارے اِسلام سے دُور پڑے ہُوئے ہیں۔ تو اب بتائیں کہ ہمارے خُدا نے آپ کے ساتھ انصاف کیا کہ نہیں کیا۔ آپ کو سچّی آنکھیں بخشیں کہ نہیں بخشیں۔ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ[۱] والا مضمون ہے۔ مگر اس آیت کا مَیں نے حوالہ نہیں دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہُوا کرتیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں چھُپے ہوئے ہیں۔

یہاں صُدُور سے مراد تاریکی کے پَردوں میں چھُپے ہُوئے ہیں۔ پس وہ دل جو خود اندھیروں میں بس رہے ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں نہ کہ وہ آنکھیں جو صحیح پیغام جو کچھ وہ دیتی ہیں لوگوں تک پہنچا دیا کرتی ہیں۔ پس یہ رُؤیا جو ہے یہ دیکھتے ہی میرے دِل میں یہ احساس پیدا ہُوا کہ اتنا واضح نظارہ ہے جیسے مَیں آمنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور اسی کیفیت میں مَیں جاگ بھی چکا تھا۔ اور یہ رُؤیا کا مضمون جاری تھا یعنی صفائی رُؤیا کی ایسی تھی کہ گویا بالکل جاگے ہُوئے کا کوئی نظارہ ہو۔ اور چنانچہ نیند میں اور اُٹھنے میں فرق نظر نہیں آیا۔ اور رُؤیا کے جو آخری فقرے ہیں وہ مَیں نے جاگ کے ادا کئے۔ جبکہ وہ منظر نظر سے غائب ہو چکا تھا۔ اس پر میری توجّہ قرآن کریم کی اِس آیت کی طرف پھیری گئی جس کا مَیں نے اِن خطبوں کے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ:-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۲]

اس آیت کا عام مفہوم اور درست مفہوم جو تمام اُمّت میں اِسی طرح رائج ہے وہ یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ سے جو مضمون شروع ہوتا ہے وہ اُولی الالباب کی تفسیر ہے یعنی صاحبِ عقل لوگ جن کا ذکر اُولوا الالباب کے الفاظ میں کیا گیا ہے، وہ ہیں اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا جو خدا تعالیٰ کو کھڑے ہو کر بھی یاد کرتے ہیں۔ بیٹھے ہوئے بھی یاد کرتے ہیں۔ کروٹ کے بل بھی یاد کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جو مجھے مضمون سکھایا گیا وہ یہ تھا کہ اَلَّذِیْنَ میں اٰیٰتُ اللّٰہِ دِکھائی جاری ہیں۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ، تو وہ آیت کیا ہیں۔ ایک پہلو اُن آیات کا یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ: وہ لوگ ہیں وہ آیات جو دِن رات خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور ہر کروٹ پہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور دِن کو بھی یاد کرتے ہیں اور رات کو بھی یاد کرتے ہیں۔ پس اِس پہلو سے اِس آیت کریمہ کا مطلب یہ بنا کہ وہ لوگ جو یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ کھڑے ہوتے بھی، اور بیٹھے ہوئے بھی اور لیٹے ہُوئے بھی اور زمین و آسمان اور کائنات پر غور کرتے رہتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق میں آیات ہیں۔ یعنی یہ لوگ مجسم آیتیں ہیں۔ اور یہ لوگ دِن اور رات بدلنے کی کیفیات میں بھی آیات کا مقام رکھتے ہیں۔ قرآنِ کریم سے آیات کی اصطلاح کا انسانوں پر چسپاں ہونا اور پھر تذکیر کے صیغہ میں ضمیر کا اُس طرف پھیرا جانا سورۃ الکہف کی اِس آیت سے ثابت ہے جہاں فرمایا: اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا (سُورۃ الکہف: آیت ۱۰) اِسی طرح آیات کے جمع کے صیغہ کا بدل واحد کی صُورت میں بیان کرنے کی مثال اِس آیت کریمہ میں ہے۔ فرمایا: فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ (آل عمران: آیت ۹۸)

اِس مضمون کی تائید میں پھر میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اُن صفات کی طرف منتقل ہُوا جو قرآنِ کریم میں بیان ہُوئی ہیں اور مجھے سمجھایا گیا کہ اِن آیات کا خلاصہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ یعنی مومن جو یہ صفات رکھتے ہیں وہ آیات ہیں۔ یعنی ایسی آیات جن کو دیکھ کر دُنیا والے کائنات کی حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ ایسی آیات ہیں جن کو دیکھنے کے بعد جن لوگوں میں عقل ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ لوگ یُونہی تو پاگل نہیں ہو گئے۔ بڑے بڑے صاحبِ فہم لوگ ہیں۔ اِن کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں ایک ایسی ذات کے عاشق ہو گئے ہیں جو ہمیں براہِ راست نظر نہیں آتی۔ پس وہ ان آیات کو دیکھکر خدا کی ذات کو پا جاتے ہیں یعنی مُردہ کائنات کو دیکھ کر نہیں بلکہ آیات کے زندہ نشانات دیکھ کر، اُن لوگوں کو دیکھ کر جو مجسّم آیات بنے ہُوئے ہیں۔ پس ربوہ والی رُؤیا میں درحقیقت یہی مضمون تھا کہ تمہیں اور ذرائع سے احمدیت کی سچّائی کا علم ہو یا نہ ہو، اِن زندہ نشانات کو دیکھو جو احمدیت نے پیدا کئے ہیں۔ ان کے چہروں کو، ان کی عادات کو، ان کی حرکات و سکنات کو دیکھو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ خدا والے لوگ ہیں۔ پھر تم دُوسروں کی باتیں سُن کر اپنی آنکھوں کو کیسے جھٹلاؤ گے۔ پس مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صفاتِ حسنہ کو اِس زاویے سے دیکھنے کی توفیق عطا ہوئی اور میرا ذہن قرآن کریم کی اِس آیت کی طرف منتقل ہُوا۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۝ رَّسُوْلًا[۳]

کسی اور نبی کے متعلق جہاں تک مجھے یاد ہے ذِکْرًا کا لفظ استعمال نہیں ہُوا کہ وہ مجسّم یادِ الٰہی تھا۔ اور آیات کی سب سے پہلی علامت ذکر ہی بیان فرمائی گئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ۔ اور دن رات خدا کی ذات میں محو اور خدا کی یاد میں اپنے وجود کو کھو دینے والا وجود حضرت اقدس محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہی وجود تھا۔ چنانچہ یہ نہیں فرمایا کہ یہ یاد کرنے والا مضمون ہے۔ فرمایا ذِکْرًا۔ یہ اللہ کی مجسّم یاد ہے۔ اس کے وجود کو یاد سے الگ نہیں دِکھایا جا سکتا۔ کلیۃً خُدا کی یاد اس کے وجود کے ذرّے ذرّے میں سرایت کر چکی ہے۔ پس تمام آیات جو کائنات میں پائی جاتی ہیں اُن کا خلاصہ حضرت اقدس محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ اور آیت کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر انسان دُوسرے نشانات کو جو چھپی باتیں ہیں اُن کو پا جائے۔ گویا اِن معنوں میں آیت علامت کا حُکم رکھتی ہے۔ پس جتنی بھی آیات ہیں اُن کو دیکھ کر صاحبِ آیات یعنی خدا تعالیٰ کا یاد آجانا یہ کسی چیز کے آیت ہونے کی دلیل بنتا ہے۔ پس سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دیکھ کر خدا یاد آسکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی اور وجود کو دیکھ کر خُدا ظاہر نہیں ہو سکتا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- وَاذْکُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ[۴] کہ اپنے رب کو یاد کر فِیْ نَفْسِكَ اپنے دِل میں تَضَرُّعًا نہایت عاجزی کے ساتھ وَّخِیْفَةً اور خدا کے خوف کے ساتھ۔ وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اور اس طرح بھی یاد کر کہ تیری زبان سے بے شک کوئی الفاظ نہ نکل رہے ہوں لیکن یادِ الٰہی جاری و ساری ہو۔ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ صبح بھی اور شام کو بھی بدلتے ہُوئے دن اور رات میں وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ اور کسی حالت میں بھی اِس یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔

پس فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ (میں) لَاٰیٰتٍ جو ہے وہ آیات یہی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں اور یہ بات مبالغہ نہیں ہے۔ کیونکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ کائنات کی نشانیوں کو جو جان نہیں رکھتیں، جو کوئی رُوح نہیں رکھتیں۔ دیکھنے کے بعد جس خدا کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہ ایک فلسفیانہ اِشارہ ہوتا ہے۔ صِرف مومن ہے جو اِن نشانات کو دیکھ کر ایک زندہ خدا کی طرف حرکت کرتا ہے۔ لیکن اِس لئے نہیں کہ اس نے براہِ راست اِن نشانوں سے خدا کی طرف راہنمائی حاصل کی، بلکہ پہلے ہی اُسے خدا کے وجود کا علم ہو چکا ہوتا ہے۔ اِس لئے اُس کے لئے ساری نشانیاں خُدا کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔ لیکن دُنیا دار جب اِن نشانیوں کو دیکھتے ہیں تو ایک خدا کا تصوّر تو ضرور باندھتے ہیں اور بہت سے فلسفیوں اور سائنس دانوں نے اِن باتوں کا اپنے کلام میں ذکر کیا ہے۔ اور کائنات کے رازوں پر سے پردہ اُٹھاتے ہُوئے انہوں نے اِس بات کا اعتراف کیا کہ ہماری آنکھوں سے بھی ایک پردہ اُٹھا اور ہمیں بھی معلوم ہُوا کہ اِن رازوں کے پیچھے کائنات کا ایک خالق موجود ہے۔ پس اس خالق تک وہ پہنچے لیکن اس سے آگے نہیں۔ ایک تصوّراتی خالق اُن کے سامنے اُبھرا لیکن ایک ایسے وجود کے طور پر جو اُن کا دوست بن جائے، اُن کا رفیق ہو جائے، اُن کا محبُوب ہو جائے، اُن کے ساتھ زندہ رہے اور اپنی زندگی سے اُن کو زندہ رکھے، ایسے وجود تک اُن کی رسائی کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ پس یہ آیات کہاں، اور کہاں وہ آیات جن کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے۔ جو اِن تمام آیات کا خلاصہ ہیں۔ جنہوں نے لاکھوں کروڑوں بندوں کو اپنا وجود دِکھا کر خدا کا وجود دکھا دیا۔ اور خُدا نما ہو گئے۔ پس مجسّم ذکرِ الٰہی بن کر اور دِن اور رات خدا کو یاد کرکے ہر وہ شخص جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی کرتا ہے

[۱] سورۃ الحج: آیت ۴۷
[۲] سورۃ آل عمران: آیت ۱۹۱-۱۹۲
[۳] سورۃ الطلاق: آیت ۱۱-۱۲
[۴] سورۃ الاعراف: آیت ۲۰۶

وہ بھی اپنے اپنے رنگ میں ایک خدا نما وجود بن سکتا ہے اور یہی احمدیت کا مقصد ہے۔ جب تک احمدی اس پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہیں گے اور جب تک امام جماعت احمدیہ آنے والوں کو فخر سے یہ کہہ سکے گا کہ آؤ اور احمدیوں کی ہماری بستیوں میں مطالعہ کرو اور دیکھو کہ کیا دوسری بستیوں میں بسنے والوں سے ان میں کوئی فرق تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت تک یقیناً احمدیت زندہ رہے گی اور احمدی ان آیات میں شامل رہیں گے جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر موجود ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی غلامی سے ان کو بھی آیات میں داخل ہونے کا شرف نصیب ہوگا۔ اگر یہ فرق مٹ گئے اگر احمدیوں کو دیکھ کر خدا یاد نہ آئے بلکہ غیر اللہ یاد آنے لگیں تو پھر ایسے احمدی نہ آیات اللہ میں شمار ہو سکتا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی غلامی میں غلاموں میں شامل ہونے کا حق رکھتا ہے۔

اس مضمون کے تعلق میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں اب آپ کو پھر دوبارہ پچھلے خطبات کی طرف لے کے جاتا ہوں۔ میں نے آپ سے یہ گذارش کی تھی کہ خدا کو پانے کے لئے کامل عجز اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور

خدا کے عاجز بندوں سے تعلق بڑھانا ضروری ہے

خدا کے غریب اور بے سہارا اور کمزور بندوں کے لئے دل میں گہری ہمدردی کا پیدا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ آپ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ انہیں سے اپنے آپ کو شمار کرنے لگیں۔ ان کے دکھ بانٹنے لگیں۔ اپنے سکھ ان کے ساتھ بانٹنے لگیں۔ یہ لقاء کی شرط ہے۔ آخری منزل نہیں ہے۔ منازل میں سے ایک منزل ہے۔ یہ وہ منزل ہے جو آپ کو عبد کے ایک معنی سمجھاتی ہے۔ عبد یعنی بندہ جب خدا کی طرف منسوب ہو تو اسے عبداللہ کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کا بندہ بننے سے پہلے خدا کے عام بندوں میں شامل ہونا اور عام معنوں میں عبد بننا ضروری ہے۔ ورنہ عبداللہ بننے کا انسان اہل نہیں بن سکتا۔ پس پہلے آپ عبد کے عام معنی میں عبد بنیں اور عبد کا عام معنی ہے۔ ایسا غلام جس کا کچھ بھی نہ ہو۔ پس جب اس تصور کے ساتھ آپ عاجزی اختیار کریں گے کہ آپ کا کچھ بھی نہیں۔ سب مالک کا ہے اور آپ تو ایک بیچارہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ کی کوئی بھی حیثیت نہیں تو آپ کے سارے تکبر منہدم ہو جائیں گے۔ آپ ایک بچھی ہوئی راہ بن جائیں گے اور کوئی بھی اونچ نیچ اور کجی آپ کی ذات میں باقی نہیں رہے گی۔ حقیقتاً آپ کو اپنے عجز کا عرفان نصیب ہو جائے گا۔ پھر آپ عبادت کے لائق بنیں گے پھر عبادت کی ساری مسافت آپ کے سامنے کھلی پڑی ہوگی۔ پھر جتنا زیادہ آپ خدا کی عبادت میں یعنی بندگی میں آگے بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ آپ عبد کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے غریبی اور عجز کی راہ سے اپنے خدا کو پانے کی راہ اختیار فرمائی اور جب آگے بڑھے تو پھر عبادت میں اتنی ترقی کی کہ عبادت کے نتیجے میں پھر آپ کو وہ لقاء نصیب ہوئی جس لقاء کے حصول کے لئے میں آپ کو مسلسل نصیحت کر رہا ہوں۔ اور دیکھیں کہ عبد کے ہر مفہوم میں آپ درجۂ کمال کو پہنچ گئے عبد کے عام مفہوم میں یعنی عاجزی اور حد سے زیادہ تذلل اختیار کرنا اور اپنے نفس کی طرف کوئی بھی بڑائی منسوب نہ کرنا اس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عاجز بندہ کبھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ اور پھر اپنے وجود کو کلیۃً خدا کے سپرد کر دینا اور اس کی عبادت میں منہمک ہو جانا اور اس کی عبادت میں اپنے آپ کو کھو دینا اس پہلو سے بھی دنیا میں کبھی کوئی انسان آپ سے بڑھ کر عبادت گذار پیدا نہیں ہوا۔ پس اس لحاظ سے عبد کامل بنے تو آپ تھے۔ عام بندے کے معنوں میں بھی، انسانی معنوں میں بھی آپ انسانیت کے درجۂ کمال کو عجز میں درجۂ کمال حاصل کر کے پہنچے اور عبد ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور خدا کی عبادت میں بھی عاجزانہ عبادت کے ذریعے آپ درجۂ کمال کو پہنچے اور خدا کے عابد بندہ ہونے کا حق ادا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ مختلف انبیاء کو مختلف القابات ملے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کے سوا کسی کو عبداللہ نہیں کہا گیا۔ اور یہ سب سے بڑا لقب ہے جو کسی بندے کو خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے یا کر سکتا ہے ان معنوں میں کہ عقلی لحاظ سے اس سے بڑا لقب موجود نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تو یہ کہتے ہیں کہ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ میں اللہ کا بندہ ہوں اور ہر نبی ہی نہیں ہر بندہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ جسے ذرا بھی عرفان حاصل ہو وہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ پھر ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی عرض کرتے ہیں۔ یعنی ان کے متعلق خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ ان کو اس بات میں قطعاً ایک ذرہ بھی باک نہیں تھی کہ وہ خدا کا بندہ کہلائیں۔ لیکن

خدا نے خود کسی کو عبداللہ کا لقب دیا ہو

اس کی اور کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے ایک زمانے میں شوق تھا موازنہ مذاہب کا۔ مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا۔ ہو سکتا ہے کہ میرے علم میں نہ آیا ہو مگر میرے علم میں جہاں تک میں نے دیکھا کسی اور نبی کی کتاب میں اس کے لئے یہ لقب نظر نہیں آیا کہ خدا نے اسے مخاطب کر کے عبداللہ فرمایا ہو۔ ہاں عبادت کے دعویدار انبیاء جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا اور بندہ ہونے کے دعویدار موجود تھے۔ عبد کے دوسرے معنوں میں لیکن خدا کی طرف سے عبداللہ کا لقب نصیب ہونا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم ہی کے حصے میں تھا۔ پس وسیلے کا مضمون چل رہا تھا وسیلے کا ایک پہلو میں نے آپ کو گذشتہ خطبے میں دکھایا کہ وہ بندوں کے ساتھ عاجزی ہے جب تک بندوں کے ساتھ انسان کی عاجزی مستحکم نہ ہو جائے اور مستقل رنگ نہ اختیار کر لے۔ اس وقت تک خدا کے ساتھ عاجزی کی اہلیت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ خدا کے سامنے تو بظاہر ہر اندرونی نفس کے متکبر کے لئے بھی بڑائی کا سوال نہیں ہوتا۔ اس کو کیسے پتہ چلے گا کہ واقعۃً وہ عاجز ہے یا خدا کی عظمت اتنی ظاہر و باہر ہے کہ اس کے سامنے عاجزی اختیار کئے بغیر چارہ کوئی نہیں۔ جب عاجز بندوں کے سامنے انسان عجز محسوس کرتا ہے اور ہر قسم کی بڑائی کو اپنے نفس سے مٹا دیتا ہے تب وہ ان معنوں میں عبد بنتا ہے کہ پھر وہ خدا کی عبادت کا مستحق اور اہل ہو جاتا ہے اور پھر اس کی عبادت کو عاجزانہ عبادت قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عبد ہونے کے مضمون کو بالکل اسی رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"عبودیت سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کی طرح ہو گئے جو صاف کیا جاتا اور نرم کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے" ......

انقیاد سے مراد انتہائی تذلل ہے۔ انقاد جب عربی میں کہا جاتا ہے تو مراد ہے کہ ایک آدمی اپنے آپ کو کلیۃً بچھا دے۔ خاک میں ملا دے۔ کامل تذلل اور عجز اختیار کرے اور اس کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ موافقت تامہ۔ پھر خدا تعالیٰ کی ذات سے ایسی ہم آہنگی محسوس کرے کہ اس کے نتیجے میں رضا اور وفا پیدا ہو۔ اس مضمون کو نسبتاً زیادہ کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کے اس پہلو سے وسیلہ ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں:-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے"......

یعنی خضوع کا معنی ہے عاجزی اور ذل کا معنی ہے بالکل اپنے آپ کو گرا دینا لاشئی محض سمجھنا۔ اپنے آپ کو بالکل چھوٹا بنا دینا۔

...... اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے کہ جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عجب نہ رہے۔ یعنی اگر خدا کی عبودیت اختیار کرنی ہے تو یہ لازم ہے کہ آپ کی ذات میں کسی قسم کی کوئی بلندی، خود پسندی، کوئی ریاء کاری وغیرہ باقی نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور انسان یہ بھی محسوس کرے کہ جو کچھ مجھے حاصل ہو رہا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ میری کوششوں سے حاصل نہیں ہو رہا۔ پس یہ وہی مضمون ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں۔ اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب

کا محاورہ ہے۔ وہ کہتے ہیں

مَوْرٌ مُعَبَّدٌ وَطَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ

جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریق معبد کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم اس لئے عبد کہلائے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ان میں علمی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذرنے کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا۔"

اب یہ دیکھیں کہ وسیلہ کی کیسی اعلیٰ تعریف ہے اور کیسی کامل تعریف ہے وسیلہ وہ ہوتا ہے جو ایک چیز کو دوسرے سے ملا دیتا ہے جیسے پل وسیلہ بن جاتا ہے۔ دریا کے عبور کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کو وسیلہ ان معنوں میں نہیں پیش کر رہے کہ گویا نعوذ باللہ آپ وہ راہ ہیں جن پر قدم مارتے ہوئے لوگ آگے بڑھیں گے۔ ایسا حیرت انگیز عرفان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوا کہ اس کو بندہ اپنی کوشش سے تمام عمر سجدوں میں سر رگڑ کے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ وہ عرفان ہے جو نازل ہوتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے نصیب ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں "آپ نے اپنے نفس کو ایک بچھی ہوئی راہ بنا دیا اور وہ راہ اس غرض سے نہیں تھی کہ بندے اس پر قدم رکھیں (اس لئے تھی) کہ خدا کی تجلیات اس پر دوڑیں۔ اور ان راہوں سے خدا بندوں تک پہنچے۔ پس جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کو وسیلہ بنانا چاہتا ہے اُسے بندوں کے مقابل پر بھی ایک کامل عجز اختیار کرنا ہوگا۔ اور خدا کے مقابل پر بھی ایک کامل عجز اختیار کرنا ہوگا۔ اپنی عبادت کو عاجزانہ رنگ بخشنے ہوں گے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم سے عبادت کے رنگ سیکھتے ہوئے خدا کی تجلیات کا انتظار کرنا ہوگا کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اس تک پہنچیں گی اور ان راہوں سے آئیں گی جن راہوں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نصیب ہوئیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے اُن میں علمی کمال پیدا کیا اور اُن کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذرنے کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے اُن میں پیدا کی۔ پس وہ علمی دیانت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں کیونکہ خدا نے اُن کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے والے آلات سے اُس سڑک پہ کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں اور چونکہ مہدیٔ موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی

اس کے نام کو غلام احمد کر کے پکارا گیا

جہاں تک عبودیت کا تعلق ہے آپ نے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات میں پڑھا ہوگا اور جیسا کہ میں نے پڑھ کر سنائے ہیں بعض اقتباسات، ان میں سنا بھی ہے کہ ہمیشہ آپ نے اس کے ساتھ استقامت کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ عبادت جو عارضی ہو اور آنے جانے والا رنگ رکھتی ہو جیسے جمعۃ الوداع کا ایک تصور پایا جاتا ہے کہ سال کے بعد آئے گا۔ اور آتے ہی جیوہ طلق روشن کر کے ہمیشہ کی غفلتوں کی تلافی کرتے ہوئے یہ جمعہ اپنے استحقاق کے لحاظ سے رخصت ہو جائے گا۔ یعنی پھر اس جمعہ کے حق ادا کرنے کے لئے پھر ہمیں کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسا جمعہ ہے کہ جو آئے گا اور جس طرح ایک پیروں فقیروں کا تصور ہے کہ آئے اور دو جہان بخش گئے اس طرح یہ جمعہ دو جہان بخش کے چلا جائے گا۔ یہ تصور بالکل جاہلانہ اور غیر اسلامی ہے۔ اور قرآن کریم سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی قرآن کریم سے یہ سند ملتی ہے کہ اس جمعے میں یا اس برکت والی رات میں جو اس جمعے کی رات کو بھی ہو سکتی ہے اور آخری عشرے میں کوئی اور رات بھی ہو سکتی ہے ایسی گھڑی ضرور ان کو نصیب ہو سکتی ہے جو اس کے دین و دنیا سنوار دے مگر ان معنوں میں نہ جو کچھ سدھار دے اس کو پھر قائم رکھے۔ ایک تبدیل شدہ وجود پیدا کرے اور وہ تبدیلیاں ایسی ہوں کہ پھر دوبارہ مائل بہ انحطاط نہ ہو سکیں۔ وہ رفعتیں جو وہ جمعہ یا وہ لمحے بخش جائیں جو لیلۃ القدر کے بعد لمحے بخشتے ہیں وہ ایسی پاک تبدیلیاں ہیں کہ جو آکر ٹھہر جانے والی ہیں۔ مستقل وجود پر نقش ہو جانے والی ہیں۔ وہ وصل کی تبدیلیاں ہیں۔ وداع کی تبدیلیاں نہیں۔ پس دنیا کے اکثر لوگوں کے لئے یہ جمعہ وداع کہہ کر رخصت ہو جاتا ہوگا مگر وہ جن کے لئے یہ وصل کا پیغام لاتا ہے وہ ان سے پھر کبھی جدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ استقامت کا مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ عبادت اور وصل الٰہی کے مضمون کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ قرآن کریم بھی اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ (سورۃ مریم آیت ۶۶)

قرآن کریم بھی مجھے نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ یہ کہنا چاہیئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مضمون سیکھا ہے اور قرآن کریم ہی میں آپ کے کلام کی بنیاد ہے۔ تو قرآن کریم فرماتا ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ

وہ زمین و آسمان کا رب ہے جو تمہارا رب ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا بھی رب ہے فَاعْبُدْهُ اس کی عبادت کر۔ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ۔ اور اس کی عبادت پر صبر اختیار کر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا تو اس جیسی کسی اور ذات کو جانتا ہے۔ کیا کبھی تو نے سنا ہے کہ خدا جیسی بھی کوئی اور ذات کائنات میں موجود ہے۔ پس جب اس جیسا ہے کوئی نہیں تو اس کا در چھوڑ کر جائے گا کہاں؟ جو تعلق اس سے باندھے اس کو پکڑ کر بیٹھ رہے اور پھر کبھی اس سے علیحدہ نہ ہو۔ پس یہ جمعہ جو رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ یقیناً برکتوں والا دن ہے اور تمام سال کے دنوں میں ایک غیر معمولی عظمت۔ اور شان اور امتیاز رکھتا ہے۔ لیکن انہیں کے لئے جو اس جمعے میں جو برکتیں حاصل کرتے ہیں اُن کو پھر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور صبر اختیار کرتے ہیں۔

صبر کا مضمون استقلال کو بھی ظاہر کرتا ہے اور ایک اور پہلو کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جسے سمجھانا ضروری ہے۔ بعض ہمارے احمدی دوست جو عبادت کی طرف متوجہ ہیں اور اُن کو جلدی پھل نہیں لگتا۔ وہ بعض دفعہ بہت بے چین ہو جاتے ہیں۔ بعض تو پھر یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ ہم نے تو اتنی دیر عبادتیں کی ہیں ہمیں مزہ ہی نہیں آتا۔ عبادتوں کو پھل ہی نہیں لگ رہے۔ دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔ جو روح میں ایک قسم کا تموج پیدا ہونا چاہیئے خدا کی طرف اور اس کے نتیجے میں جو لذت حاصل ہوتی ہے اس سے ہم عاری ہیں تو ہم تو اب تھک کے سمجھتے ہیں کہ یوں کوشش بے کار ہے۔ یعنی بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہاں تک لکھا۔ لیکن اکثر ایسے ہیں جو بڑی عاجزی اور تذلل سے اپنی فکروں کو میری طرف منتقل کرتے ہوئے دعا کی تحریک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمیں بچاؤ۔ خدا کے لئے کچھ کرو۔ ایسی دعا کرو کہ ہمارا دل بھی جاگ اُٹھے۔ ہماری عبادتیں بھی زندہ ہو جائیں تو اُن کے لئے قرآن کریم یہ پیغام دے رہا ہے کہ

عبادت کے ساتھ صبر کا مضمون وابستہ ہے۔

ہر شخص کی پختگی کے لئے ایک وقت درکار ہوا کرتا ہے اور ہر شخص کے لئے وہ وقت الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ کسی نے سفر کہاں سے شروع کیا ہے اور کسی کی اندرونی صلاحیتیں کیا ہیں یہ وہ مضمون ہیں جو مل کر اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ کیا عبادت ابھی اس پختگی کو پہنچے گی کہ اس کے شیریں پھل انسان کو لذت سے بھر دیں گے۔ ایک انسان ہے جو بہت سے اندرونی گناہوں میں ملوث، بہت دیرینہ خطاؤں میں مبتلا اور کئی پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں ایک دن عبادت کر کے ایک دم شور ڈال کر خدا تعالیٰ نے تو

٭ یوں نہیں کہ فقیر نے کچھ دے دیا اور کہا جاؤ اب چھٹی کرو جو چاہے کرتے پھرو بلکہ ان معنوں

راضی کر لوں اور اچانک مجھے خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے۔ اس وقت کی اس کی کیفیت یقیناً بڑی سخت بے قراری کی کیفیت ہوگی لیکن وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورۃ طٰہٰ ۱۳۳) کا مضمون یہ بتاتا ہے کہ عبادت، کو فوری طور پر لازماً پھل نہیں لگا کرتا۔ بہت سے لمبے ایسے دور سے گذرنا ہوگا جس میں انسان پہلے اپنے نفس کی آگاہی حاصل کرے۔ اپنی کمزوریوں کا عرفان حاصل کرے۔ اس عرفان کو پھر عرفانِ الٰہی کے راستوں پر منتقل کرے اور اپنے عرفان کے رستے سے خدا کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی عبادت میں ایک نئی تازگی پیدا ہونی شروع ہو جائیگی۔ اس کی عبادت میں زندگی کے آثار ظاہر ہوں گے اور اسکی عبادت میں مزے کی کیفیت پیدا ہو جائے گی لیکن یہ لمبا غور، فکر اور مجاہدے کا مضمون ہے۔ اس سے تھکنا نہیں چاہیئے اگر صبر کی طاقت نہیں ہے تو پھر عبادت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پس لازماً عبادت کا صبر کے ساتھ اور استقلال کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور یہ مضمون یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر خدا کی عبادت میں کچھ نہیں ملا تو پھر بھی اسے چھوڑ کر جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔ پھر اور کون ہے جو خدا کے سوا تمہیں عبادت کے قابل دکھائی دیتا ہے۔ پس تمہارے لئے تو چارہ ہی کوئی نہیں۔ بے اختیاری کا عالم ہے۔ وہی واقعہ جو میں پہلے بھی آپ کو سنا چکا ہوں، لاہور کے ایک درویش کا۔ وہی یاد آجاتا ہے۔ اس موقعہ پر بیان کے لائق بہت ہی موزوں ہے۔ ایک درویش تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دن اس نے ترنگ میں آکر خدا سے یہ عرض کی کہ اے خدا مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ اور یہ کہکر وہ باہر بازاروں میں کودتا اچھلتا ہوا نکلا اور اعلان کرنا شروع کیا کہ ہم نے خدا کو کہہ دیا جو کہنا تھا۔ اور بڑا ہی خوش دکھائی دیتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ تم نے خدا کو کیا کہا ہے۔ کیوں اتنے خوش ہو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے تو خدا کو صاف کہہ دیا ہے کہ مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ کچھ دن کے بعد اس کو پھر بازاروں میں دیکھا گیا اور نہایت ہی مضمحل، پژمردہ سر نیچے جھکا ہوا بے حد اداس۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے آج کیوں تم اتنے اداس ہو۔ اس نے کہا کہ جواب آگیا ہے۔ کہا۔ کیا جواب آیا ہے۔ جواب یہ آیا ہے کہ پھر جس کی پسند آتی ہے اس میں چلے جاؤ۔

چھوڑ دو میری دُنیا اگر پسند نہیں

اور ہے ہی کوئی نہیں۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا میں یہ پیغام ہے کہ اے عبادت سے تھک جانے والو! اے جلدی ہمت ہار دینے والو! اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہاری عبادت کو پھل نہیں لگ رہے۔ اس لئے تم اس عبادت کو چھوڑ دو تو پھر چھوڑ کے جاؤ گے کہاں۔ خدا کے سوا بھی کوئی ذات سنی ہے جو اس جیسی ہو۔ اگر یہ رحمان و رحیم۔ یہ رحیم و کریم خدا تمہارے دل کے لئے جیتا نہیں جا سکتا تو پھر دنیا میں اور کوئی ذات تمہارے لئے جیتی نہیں جا سکیگی۔ پس جو زور لگانا ہے اسی در پر لگاؤ۔ جو سجدے بھرنے ہیں اسی آستانے پر بھرو اور اپنی پیشانی کو یہیں رگڑو۔ اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم نے بڑی شان کے ساتھ کھول کر ہمارے سامنے رکھا ہے۔ پھر اس جمعے کا کہاں سے تصور پیدا ہوا جو آیا اور سب کچھ بخش کر چلا گیا اور پھر انسان عبادتوں سے غافل ہو کر یہ سمجھ لے کہ اب وداع ہو گیا ہے۔ اب میں جو چاہوں کرتا پھروں

صبر اور استقامت کے سوا کبھی بھی عبادت آپ کو کچھ عطا نہیں کر سکتی

پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے جن کی عبادتیں اُن کے ذاتی منافع سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں۔ ایسے بھی بہت سے لوگ ہیں جو اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب اُن کی دعائیں اس رنگ میں قبول نہ ہوں جس طرح وہ چاہتے ہیں تو وہ اس عبادت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس سے غافل ہو جاتے ہیں یا بعض دفعہ بدظن ہو کر خدا تعالیٰ ہی کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ قرآن کریم ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (سورۃ حج آیت ۱۲) ایسے لوگ بھی تمہیں بنی نوع انسان میں دکھائی دیں گے جو خدا کی عبادت کناروں پر بیٹھ کر کرتے ہیں یعنی وہ اللہ میں سفر اختیار نہیں کرتے بلکہ اس طرح جیسے کنارے پر بیٹھ کر گھر سے باہر کوئی فقیر مانگتا ہو۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ آؤ اور میری ذات میں سفر کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور پھر مجھ سے مانگو لیکن وہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہیں کرنا چاہتے ان کو اس تصور میں کوئی مزہ نہیں ملتا۔ کوئی لذت دکھائی نہیں دیتی کہ وہ خدا ہی کے ہو جائیں پس وہ چاہتے ہیں کہ کنارے پر بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر جو مانگنا ہے مانگ لیں۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ٱطْمَاَنَّ بِهٖ (سورۃ حج آیت ۱۲) پھر خدا کی طرف سے کوئی خیر ان کو عطا ہو جائے۔ کوئی بھیک مل جائے تو بڑے مطمئن ہو جاتے ہیں جس طرح فقیر دعائیں دیتا چلا جاتا ہے، کہتے ہیں جی خدا سے ہم نے پالیا۔ جو ہم نے پانا تھا جی پالیا۔ لیکن وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ٱنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ۔ اگر خدا اُن کو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ اُن کی طلب پوری نہ فرمائے تو وہ اپنے منہ کے بل یا منہ کا رُخ اختیار کرکے جدھر منہ اُٹھے ۔ یہ محاورہ اس قسم کا ہے کہ جس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیئے۔ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۔ کہ پھر جدھر منہ اُٹھے بگٹٹ دوڑ پڑتے ہیں کہ کچھ نہیں ملا جی۔ کچھ نہیں ملا۔

یہ ویسا ہی قصہ ہے۔ اس سے ملتا جلتا ایک لطیفہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو اس نے کہا کہ خدا کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ تو اس نے واقعتہً ایک جائے نماز خریدی اور ایک جگہ بچھا کر قبلہ رخ ہو کر عبادت شروع کی اور خدا سے مانگنے لگا۔ اس کی بدقسمتی اتفاق سے اس وقت زلزلہ آگیا اور وہ پیچھے کی طرف گرا۔ فوراً جائے نماز لپیٹی اور کہا کہ اے خدا! اگر تو میری طلب نہیں پوری کرتا تو دھکے تو نہ دے۔ یہ کون سا انصاف ہے۔ پس یہ ظالم لوگ واقعتہً یہ کہتے ہوئے دنیا میں منادی کرتے نکل جاتے ہیں کہ خدا کی عبادت سے کچھ بھی نہیں ملا۔ دھکے ہی ملے ہیں۔ ہم نے تو عمر ضائع کر دی۔ خواہ مخواہ مسجدوں کے پھیرے لگائے۔ بزرگوں کو دعاؤں کے لئے لکھا۔ وہاں سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ بیکار ہے۔ فضول ہے۔ اپنا جو کچھ ہے وہ بھی ضائع کرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ۔ یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جن کی نہ دنیا رہتی ہے نہ آخرت رہتی ہے۔ پس ایسی عبادت نہ کرو جس کے نتیجے میں نقد نقد سودے کے مطابق مطالبے ہر وقت جاری رہیں اور یہ کہو کہ اے خدا! دے مجھے۔ میرے مطالبے پورے کرو ورنہ پھر میں تیری عبادت نہیں کرتا خدا کو آپ کی عبادت کی کیا پرواہ ہے۔ اگر سارے انسان بھی اس کی عبادت چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کچھ بھی فرق نہیں پڑتا کیونکہ

عبادت بنی نوع انسان کے فائدے کیلئے ہے۔ خدا کے فائدے کے لئے نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی تو دنیا بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اِن کی آخرت بھی ضائع ہو جاتی ہے کچھ بھی نہیں رہتا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔ یہ وہ کھلا کھلا گھاٹا ہے جس سے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں

پس رمضان مبارک میں آج کا دن بھی ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ سارا رمضان ہی وصل کے مضمون سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ ہر عبادت کی کوئی جزاء بیان فرمائی گئی ہے اور روزوں کی جزاء خدا نے خود اپنے آپ کو ظاہر فرمایا ہے فرمایا ہے۔ روزے کی جزاء میں ہوں۔ کیونکہ روزے میں ساری عبادتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور عبد کا مضمون اپنے کامل وجود کے ساتھ اپنی کامل شان کے ساتھ انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ آپ کو کسر نفسی سکھاتا ہے۔ غریبوں کی ہمدردی سکھاتا ہے۔ اُن کی بھوک اور اُن کی پیاس کا احساس دلاتا ہے۔ ان کی بے چارگی سے آپ کو باخبر کرتا ہے۔ روزوں کے نتیجے میں آپ عام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت کرتے ہیں اور اپنے جائز حقوق بھی خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں جو عام روزمرہ کی جزاء خدا تعالیٰ نے خود اپنی ذات کو بیان فرمایا کہ روزے کی جزاء میں خود ہوں۔ اور پھر آخری عشرے میں تو عبادت ایک خاص معراج تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زندگی میں آپکے لئے جائز ہیں۔ پس تمام عبادتوں کا خلاصہ روزے میں ہے پس اسی لئے اس کی

روایت فرماتی ہیں کہ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیَا لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا (یہاں عشرٌ کو رفع کی حالت میں لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ عشرہ آیا ہے اور جو ترجمہ ہے وہ یہ لکھا ہوا ہے کہ دخل العشر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عشرہ میں داخل ہوتے تھے تو یہ ممکن ہے کہ لکھنے والے کی غلطی ہو یا یہی مضمون ہو کہ جب آخری عشرہ آجایا کرتا تھا)۔ شَدَّ مِئْزَرَہٗ۔ آپ اپنی کمر کو کس لیا کرتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کر دیا کرتے تھے وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

وہ شخص جس کی ہر رات زندہ ہو۔ جس کا یہ دستور ہو کہ اپنے گھر والوں کو ہمیشہ جگاتا ہو۔ اس کے متعلق جب یہ کہا جائے کہ آخری عشرہ میں یہ کرتا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ غیر معمولی ذوق پیدا کرتا تھا۔ اس وقت عبادت اپنی آخری حد کو پہنچا کرتی تھی راتیں جاگ اٹھتی تھیں۔ بتراتیں نور کرانے لگتی تھیں اور غیر معمولی شان کے ساتھ خدا آپ پر ظاہر ہوتا تھا اس نظارے میں شامل کرنے کے لئے اپنے اہل و عیال کو بھی جگایا کرتے تھے کہ

اٹھو اٹھو۔ تم بھی اس نعمت سے محروم نہ رہو۔

پس اب جو باقی دن رہ گئے ہیں ان دنوں میں آپ بھی یہی کر کے دیکھیں کیونکہ خالی ایک پہلو سے عبد بننے سے خدا نصیب نہیں ہوگا۔ اگلا قدم عبد بننے کا بھی لازماً اٹھانا ہوگا۔ یعنی عبادت کی طرف جب آپ آگے قدم بڑھائیں گے تو پھر صحیح معنوں میں آپ خدا کے سچے بندے بن سکیں گے۔ اور پھر آپ کو لقائے الٰہی، لقاءِ باری تعالیٰ نصیب ہوگی۔

پھر حضرت قتادہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے حضور یہ عہد باندھا ہے کہ جو کوئی بھی انہیں ان کے وقت پر ادا کرتے ہوئے اور ان پر مداومت اختیار کرتے ہوئے یعنی یہ نہیں کہ کبھی پڑھ لیں کبھی نہ پڑھیں، مستقل ہو جائے۔ ہمیشہ پڑھنے لگے۔ میرے پاس آئے گا یعنی حاضر ہوگا قیامت کے دن اس حالت میں کہ وہ نمازوں کے ریوڑ آیا ہو۔ فرمایا۔ میں نے یہ عہد باندھا ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اس کے لئے میرے پاس کوئی وعدہ نہیں۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ میں لازماً اسے جہنم میں ڈالوں گا لیکن فرمایا ہے کہ میں عہد کے معاملے میں اس سے آزاد ہوں۔ پھر وہ میرے حضور کوئی وعدہ نہیں پیش کر سکتا کہ اے خدا! تو نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے جنت میں ڈالے گا۔ پس میں تو اس راہ سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے جنت عطا کر۔

کتنی اہمیت ہے پنج وقتہ نمازوں کو اور افسوس ہے کہ ابھی تک سو فیصدی جماعت کے متعلق میں یقین اور اطمینان سے نہیں کہہ سکتا کہ

سارے پنج وقتہ نماز پر قائم ہو چکے ہیں

اور اس کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس حدیث قدسی میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں ایک نماز کا قائم کرنا۔ اسے اپنی تمام لوازم اور شرائط کے ساتھ کھڑا کرنا اور دوسرا ہے۔ پھر اس کی حفاظت کرنا۔ ضائع نہ ہونے دینا۔ کبھی دین کے غلبے ہوتے ہیں۔ کبھی دوسرے کام ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا کے پھندوں میں انسان پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ جو حفاظت کرنے والا ہے وہ جس طرح شیرنی اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے وہ نماز کو کسی پہلو سے بھی آنچ آنے نہیں دیتا ہر خطرہ سے اس کو بچاتا ہے پس اگر جماعت احمدیہ اس طریقہ کو اختیار کرے تو یہ وہ طریق ہے جس طریق سے خدا تعالیٰ کی لقاء نصیب ہوگی۔ ورنہ زمور اتی عشق سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

پھر حضرت عبداللہ بن الشخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ۔ عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا کر رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آواز آرہی تھی۔

پس صرف نماز کا سوال نہیں ہے۔ نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے کس کیفیت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے یہ بھی سمجھنا ضروری ہے پس پہلے تو نمازوں کے لئے وہ ہنڈیا بنائیں جس ہنڈیا سے ابلنے کی آواز آئے گی۔ اگر نماز کا بدن ہی قائم نہ ہو۔ اگر پنج وقتہ نمازوں کی حفاظت نہ ہو تو وہ کونسی ہنڈیا ہے جس سے ابلنے کی آواز آئے گی۔ پس آپ سکتے تب اس ہنڈیا کی طرح بنیں گے جب ہنڈیا موجود ہوگی۔ اور وہ نمازوں کی ہنڈیا ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس کو حاصل کریں اس کے بغیر تو روحانیت کے جوش مارنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ روحانیت کہاں بٹھائیں گے آپ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ آپ نمازوں کے برتن میں اپنی محبت کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے تھے اور نمازوں میں لپٹی ہوئی آپ کی روح خدا کے حضور جوش مارتی تھی۔ اور واقعۃً دیکھنے والوں کو یوں آواز آتی تھی جیسے واقعی کوئی ہنڈیا ابل رہی ہے۔

پھر آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض اوقات نمازوں میں رات کو اتنی دیر کھڑے رہا کرتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں اور پنڈلیاں تک متورم ہو جایا کرتے تھے۔ یعنی کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے اس بارے میں آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

کہ کیا میں اپنے رب کا شکرگزار بندہ نہ ہوں۔ بخاری کتاب التہجد میں یہ روایت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی نے تعجب سے کہا ہوگا کہ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! آپ کو کیا ضرورت ہے اتنی لمبی چوڑی عبادتوں کی۔ آپ کو تو خدا مل چکا ہے۔ آپ تو خدا کے ساتھ رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تبھی تو مجھ پر دہرا فرض ہے کہ اس پاک ذات کا شکر یہ ادا کروں۔ پس ایک عبادت ہوتی ہے حصول کے لئے۔ ایک ہے لقاء کے بعد اپنے محبوب کو راضی رکھنے کے لئے۔ ایک گریہ وزاری ہوا کرتی ہے ہجر کی گریہ وزاری۔ اکثر کو تو وہ بھی نصیب نہیں ہے لیکن ہجر کے بعد جب محبوب مل جاتا ہے تو اس کے حضور جو انسان بیٹھ کر روتا ہے اور اس سے پیار کی باتیں کرتا ہے۔ اسے اپنا رکھنے کے لئے اس کی منتیں کرتا ہے۔ یہ وہ گریہ وزاری تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیب ہوتی تھی۔ پس عبدِ شکور بننے کا یہ مطلب ہے کہ تم ہجر کے واقف لوگ ہو۔ تمہیں کیا پتہ کہ لقاء کے رونے کیا ہوا کرتے ہیں۔ جب خدا نصیب ہو جائے تو کتنے پیار کے ساتھ اس کو اپنا بنائے رکھنا پڑتا ہے اور بار بار عرض کرنی پڑتی ہے کہ تیرا احسان ہے کہ تو مجھے نصیب ہو گیا ہے ورنہ میں کہاں اس لائق تھا۔

پھر صاحب لقاء کو ایک مرتبہ اور ایک مقام عطا کیا جاتا ہے جو اسے باقی بندوں سے ممتاز کر دیا کرتا ہے۔ لقاء کے دعویدار دنیا میں بہت ہوں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لقاء کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو پھر اگر انسان چھپانا چاہے بھی تو چھپ سکے۔ صاحب لقاء وجود میں کچھ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو خدا سے تعلق کی علامتیں ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے۔ بخاری کتاب الرقاق سے لی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "خدا نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت و دشمنی کی تو میں اسے

حقیقت کی خبر دیتا ہوں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔" اب کوئی ملاں ہو تو کہے گا نعوذ باللہ من ذالک کیسی گستاخی والی بات ہے۔ خدا پاؤں بن جاتا ہے۔ لیکن وہی بات ہے جس کو وصل نصیب ہی نہ ہو اس کو کیا پتہ کہ وصل کیا ہوتا ہے۔ ہجر میں بیٹھے اندھیری راتوں میں جو چاہیں آپ تصور کرتے پھریں۔ یہ تو ایک صاحب وصل کی خبر ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بتا رہے ہیں جن سے زیادہ خدا سے کوئی محبت کرنے والا نہیں تھا جن سے زیادہ خدا کے ادب اور احترام کا کوئی تصور بھی نہیں رکھ سکتا۔ آپ کو خدا نے خود بتایا کہ میرا بندہ جب مجھ سے پیار کرنے لگتا ہے تو تجھے دیکھو کہ میں پھر اس کے مقابل پر کتنا جھکتا ہوں۔ یعنی عجز کا مضمون اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ بندہ جب عاجزی میں کمال اختیار کرتا ہے تو پھر محبوب آقا اپنے آسمانی آقا کی عاجزی بھی تو دیکھو کہ وہ کیا رنگ اختیار فرماتا ہے۔ کہتا ہے۔ میں اُس سے محبت کرتا ہوں۔ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگیں تو ضرور اُسے عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ کا طلبگار ہو تو ضرور اُسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق)

پس یہ ہے لقائے باری تعالیٰ جو ہم نے قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سیکھی اور جن کا عرفان پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان باریک راہوں کو خوب کھول کر ہمارے سامنے روشن کر دیا ہے۔ یہ لقاء ہے جس کا ہمیں طالب ہو جانا چاہیئے۔ اور یہ رمضان اگر خدا نخواستہ ضائع چلا گیا ہو تو باقی دنوں میں بھی کوشش کرتے رہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض علاقوں میں ہیرے، جواہرات یا سونوں کی خبر ملتی ہے اور وہ ایک ہی لمحہ ہوا کرتا ہے جو انسان کو امیر بنا دیتا ہے۔ لیکن اس لمحہ کی تلاش میں کتنے لاکھوں کروڑوں لمحے انسان کو صرف کرنے پڑتے ہیں پس لیلۃ القدر کے ایک لمحے میں آپ کا پا جانا یہ مطلب نہیں رکھتا کہ آپ صرف اسی لمحے کو لیلۃ القدر کے حضور حاضر ہونے کی کوشش کریں دیکھیں جو سونے کی تلاش کرتے ہیں وہ اپنی زندگیاں گنوا دیتے ہیں پھر ان میں سے خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جنہیں وہ جگہ مل جاتی ہے۔ جہاں سونے کی کانیں ہوتی ہیں جو ہیرے، جواہر کی تلاش میں رہتے ہیں وہ دن رات سرگرداں رہتے ہیں۔ مہینوں، سالوں اپنے صرف کر دیتے ہیں بعض اپنی ساری دولتیں اس راہ میں لٹا دیتے ہیں پھر بعض کو خوش نصیبی سے وہ ہیرہ میسر بھی آجاتا ہے جو ان کی دنیا بھی پلٹ دیتا ہے اور اگر وہ نیکی کی طرف مائل ہوں تو عاقبت بھی بنا سکتا ہے۔ خدا ایک لعل بے بہا ہے اس کے لئے کم سے کم وہ رجحان تو پیدا کریں جو دنیا والا دنیا کے ہیروں کی محبت میں پیدا کرتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ رمضان خالی بھی گذر جائے تو باقی سارا سال پڑا ہوا ہے۔

اگلی لیلۃ القدر کی تیاری شروع کردیں۔

اس جمعہ کو وداع نہ کہیں بلکہ اُس نے جو پاک سبق آپ کو سکھائے ہیں۔ اُن کو جمٹ کر بیٹھ رہیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کریں اور خدا سے ہمیشہ یہ ملتجی رہیں اور متمنی رہیں اور اُس کے در سے امید رکھیں کہ آج نہیں تو کل اس دنیا میں آنکھیں بند کرنے سے پہلے وہ آپ کو لقاء عطا فرما دیگا احمدی صاحب لقاء بن جائیں تو ساری دنیا ان کے قدموں کی ٹھوکروں میں پڑی ہوگی۔ تمام دنیا کے وہ موتی بن جائیں گے۔ تمام دنیا کے وہ داتا ہو جائیں گے کیونکہ وہ خدا کے ہوں گے اور خدا کی آواز سے بولنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت کا یہ معراج عطا فرمائے۔ ٭

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

بیسدہ (یو۔پی) مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۹۰ء کو رات ½ ۸ بجے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکرم جمیل احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوت کے بعد عزیزم محمد افضل عرف ببلو نے نظم سنائی، بعدہ مکرم خالد احمد خاں صاحب، کلثاً مکرم جمیل احمد صاحب نے تقریر کی اور خاکسار نے ایک نعت رسول پیش کی اس کے بعد مکرم سعید عالم صاحب صدیقی امتحانی سنی جماعت کے پیش امام نے پندرہ منٹ تقریر کی۔ اور مکرم خالد احمد صاحب نے نظم سنائی۔ عزیزم محمد افضل کی تقریر کے بعد خاکسار نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر تقریر کی۔ اور بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر روشنی ڈالی۔ یہ جلسہ رات کے سوا گیارہ بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ غیر از جماعت افراد بھی جلسہ میں شریک تھے غیر از جماعت عورتیں کثیر تعداد میں جلسہ سننے کے لئے تشریف لائیں۔ لاؤڈ اسپیکر کا معقول انتظام تھا۔ مٹھائی اور چائے سے سب کی تواضع جمیل صاحب نے کی۔ شاہجہانپور سے مکرم آدم صاحب اداں کے بیٹے نیز مکرم عبد المالک صاحب اور صبیح الدین صاحب ٹیلر اور دو ہندو نوجوان بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ باہر کے مہمانوں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ غیر از جماعت افراد نے جلسہ کی بہت تعریف کی کہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت کامیاب رہا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(محمد یوسف انور مبلغ سلسلہ احمدیہ شاہجہانپور)

وڈمان مورخہ ۲۴ر جون ۱۹۹۰ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ وڈمان میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم محترم ماسٹر رشید احمد صاحب بی۔ اے۔ بی ایڈ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی طاہر احمد صاحب امام الصلوٰۃ مسجد احمدیہ وڈمان نے کی۔ تین نظمیں ریحانہ بیگم، رقیہ بیگم، صادقہ عشرت بیگم ناصرات نے پڑھیں۔ اور پروین بیگم، شہزادی بیگم، صالحہ عظیمہ بیگم ناصرات نے تقاریر کیں۔ اور خاکسار نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام و مرتبہ" عنوان پر تقریر کی۔ اور نظم ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے۔ کوئی دین دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے پڑھ کر سنائی۔ صدارتی تقریر مکرم ماسٹر رشید احمد صاحب بی۔ اے بی ایڈ نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت" پر کی۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ انصار، خدام، اطفال، ناصرات کثیر تعداد میں حاضر تھے۔ نماز عشاء کے بعد تقریب ختم ہوئی۔

(خاکسار مسعود احمد انیس معلم وقفِ جدید وڈمان)

بھوبنیشور مورخہ ۲۴/۶ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مکرم عبد القادر خان صاحب صدر جماعت احمدیہ بھوبنیشور کی زیر صدارت سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم شیخ عبد الحلیم صاحب کی تلاوت اور عزیزم غلام رسول صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم نذیر خان صاحب، مکرم محمد سرور صاحب، مکرم منیر خان صاحب، مکرم سید وثیق الدین صاحب اور خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ احمدیہ نے مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ آخر میں عزیزم انعام رسول صاحب نے نظم پڑھی۔ اور صدر صاحب جلسہ نے بعض اہم باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیرت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اجتماعی دعا کے بعد یہ جلسہ ۹ بجے رات ختم ہوا۔

(خاکسار شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ بھوبنیشور) (باقی صـ پر)

مشغولات

مکّہ مکرمہ میں افسوسناک حادثہ

امسال حج کے دوران مکہ مکرمہ کی سرنگ میں زبردست بھگدڑ کے نتیجہ میں ۱۴۰۰ حج کے زائرین کچلے جاکر ہلاک ہوئے۔ اس کی مفصل خبر اخبار روزنامہ ہندسماچار جالندھر ۴ر جولائی ۱۹۹۰ء میں صفحہ اوّل پر شائع ہوئی ہے جو حسب ذیل ہے:۔

مکہ۔ ۳ر جولائی (اے۔ پی، اے ایف پی) اس مقدس شہر میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے آئے مسلم زائرین مکہ اور مدینہ شہروں کے درمیان ایک سرنگ میں بھگدڑ کے دوران کچلے جانے سے ۱۴۰۰ سے زائد افراد ہلاک ہو گئے۔ سعودی عرب کے سرکاری اطلاعاتی ذرائع نے بھگدڑ میں ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد نہیں بتائی۔ ایشیا اور مغربی ایشیا کے سفارت کاروں جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے، نے کہا ہے کہ سینکڑوں افراد مارے گئے ہیں۔ ان میں بیشتر ملایشیا اور انڈونیشیا کے زائرین تھے۔ کوالالمپور میں ملایشیا حج ادارہ کے افسران نے کہا ہے کہ بھگدڑ میں مارے گئے لوگوں میں ۸۰ ملایشیا کے تھے۔ سعودی عرب کے شاہ فہد نے کل آدھی رات کے وقت مدینہ میں جہاں خیموں کا شہر آباد کیا گیا ہے حج سیکورٹی فورس کے افسران اور جوانوں کے ساتھ ملاقات کی۔ انہوں نے دنیائے اسلام کے ان شہیدوں کی موت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ خدا کا حکم تھا جو ہر بات سے اوپر ہے۔ ان کے مقدر میں یہی لکھا تھا۔ اگر وہ یہاں جام شہادت نوش نہ کرتے تو کسی اور جگہ مر جاتے۔

کچھ حلقوں نے بتایا ہے کہ بجلی فیل ہو گئی تھی اور ہوا کے اخراج کے سسٹم نے کام کرنا بند کر دیا جس کے نتیجہ میں لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ شدت کی گرمی کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگے۔ اس دوران زائرین نے باہر نکلنے کی کوشش کی جس کے باعث زبردست بھگدڑ مچ گئی۔ ان حلقوں نے بتایا کہ یہ سرنگ پہاڑ کی ڈھلوان کے نیچے واقع ہے جہاں پیدل ہی چلنا پڑتا ہے۔ لیکن کچھ موٹر گاڑیاں نیچو ڈھلوان ہونے کی وجہ سے اس میں گھسنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس طرح زیادہ دم گھٹنے لگتا ہے۔

شاہ فہد نے ہلاک شدگان کی تعداد کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ لیکن اتنا کہا کہ انہیں اس واقعہ کی جانکاری دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اپنی قسم کا یہ پہلا بڑا المیہ ہے۔ لیکن میں یہ بات پھر کہوں گا کہ یہ خداوند تعالیٰ کا حکم تھا۔ چونکہ اس میں کوئی تخریبی کارروائی کا امکان نہیں ہے۔ لہٰذا مجھے یقین ہے کہ دنیائے اسلام کا ہر مومن اس دکھ میں ہماری حکومت اور ہماری عوام کے غم میں برابر کا شریک ہوگا۔

شاہ فہد نے کہا کہ ان کی حکومت فریضہ حج ادا کرنے والوں کو ہر ممکن سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ انشاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ آئندہ سالوں میں ایسے المناک واقعات نہ ہوں گے۔ ریاض ریڈیو نے سعودی عرب کی وزارت داخلہ کے حوالہ سے کہا ہے کہ ۵۰۰ میٹر لمبی سرنگ کے راستوں پر سیکورٹی فورسز اور ایمبولینس گاڑیاں پہنچ گئیں۔ کچھ سفارت کاروں نے کہا ہے کہ جب زائرین سرنگ کے اندر داخل ہوئے تو آدھے راستے پر جاکر ان میں سے کچھ رک گئے جس سے باہر کی طرف بھاری بھیڑ جمع ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے آگے نکلنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس وقت درجہ حرارت ۴۴ ڈگری سینٹی گریڈ تھا۔ سرنگ کے ایئر کنڈیشنڈ ہونے کے سبب زائرین زیادہ سے زیادہ اس کے اندر داخل ہونے لگے تاکہ گرمی سے بچ سکیں۔ سینکڑوں لوگ بھگدڑ میں اور سینکڑوں دم گھٹنے کی وجہ سے مر گئے۔ ۲۰ لاکھ مسلمان یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ آٹھ لاکھ لوگ دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے ہیں۔ فریضہ حج کی تقاریب اتوار کو ختم ہو گئیں جب مکہ سے تقریباً ۱۳ کلومیٹر دور میدان عرفات میں رسم دعا ادا کی گئی۔ سرنگ کے المیہ کے وقت زائرین واپس اپنے اپنے ممالک کو روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔

ایک عینی شاہد نے کہا ہے کہ ایئر کنڈیشنڈ سرنگ میں ۱۰۰۰ تک پیدل لوگ سما سکتے ہیں لیکن وہاں آن واحد میں زائرین کی تعداد ۵ ہزار ہو گئی۔ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے کچھ لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور مر گئے۔

۱۹۸۷ء میں ایک بدترین واقعہ ہوا تھا جب ایرانیوں کا سیکورٹی فورسز کے ساتھ تصادم ہو گیا تھا۔ اور ۴۰۰ سے زائد زائرین ہلاک ہو گئے تھے۔ ایک سال پہلے سعودی عرب کی پولیس نے ایرانی لوگوں کے قبضہ سے بھاری تعداد میں مادہ دھماکہ خیز برآمد کیا تھا۔ تب سے سعودی عرب سرکار نے ہر اسلامی ملک کا ایک ہزار زائرین کا کوٹہ مقرر کیا ہے۔ اس کے خلاف ایران نے ۱۹۸۸ء سے حج کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ گذشتہ سال حج کے دوران کچھ چھوٹے بم پھٹ گئے تھے جس سے ایک شخص ہلاک اور ۱۶ زخمی ہو گئے تھے۔ سعودی عرب کی عدالت نے مقدمہ کی سماعت کر کے کویت کے شیعہ مسلمانوں کو مجرم قرار دیا اور ان میں سے ۱۶ کے سر قلم کر دیئے۔

نئی دہلی کے سرکاری حلقوں نے کہا ہے کہ سرنگ کی بھگدڑ میں کوئی بھارتی حاجی ہلاک نہیں ہوا۔ تمام ۲۴۰۰۰ ہزار زائرین جو اس وقت سعودی عرب میں ہیں، صحیح سلامت ہیں۔ اس سرنگ میں ۱۴۰۰ سال قبل بانیٔ اسلام حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) نے اپنا آخری خطبہ دیا تھا۔ میدان عرفات اور مدینہ معظمہ کا دیدار فریضہ حج کا اہم حصہ ہے۔

نئی دہلی میں سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ کل مکہ میں لگی زبردست آگ میں بھارتیہ زائرین کے بیسیوں خیمے جل گئے تاہم زائرین میں سے کوئی بھی ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔

تازہ اطلاع ہے کہ سینکڑوں خیمے جل کر راکھ ہو گئے۔

(از روزنامہ ہندسماچار جالندھر ۴ر جولائی ۱۹۹۰ء)

ہفتہ قرآن مجید کے جلسوں کا انعقاد

ہندوستان کی درج ذیل جماعتوں نے جماعتی روایات کے مطابق ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں جلسے منعقد کئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ بھدرواہ (کشمیر) جماعت احمدیہ امروہہ (یو۔پی) شورت (کشمیر)۔ وڈمان (آندھرا) ایراپورم (کیرلہ) کوچین (کیرلہ) منارگھاٹ (کیرلہ) ناصر آباد (کشمیر)۔

شادی خانہ آبادی

مکرم خلیل الدین احمد خان صاحب آف پیرن پلا اعانت بدر میں ۵۱ روپیہ ادا کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۷/۵/۹۰ کو خاکسار کے لڑکے عبدالقدیر خان کی شادی خانہ آبادی کیرنگ میں جناب زین العابدین صاحب کی دختر نیک اختر امۃ العزیز بیگم کے ساتھ ہوئی۔ بارات میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی مرد و زن شامل تھے۔ مورخہ ۲۸/۵/۹۰ بروز پنجشنبہ ولیمہ ہوا۔ اس میں بھی احمدی افراد کے علاوہ بہت سے غیر احمدی مرد و زن نے شمولیت فرمائی۔ رشتہ کے بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کی تعمیر

از مکرم نصیر احمد صاحب معاون برائے تعمیر مسجد نیشنل سیکرٹری اشاعت کینیڈا

زمین کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کی تعمیر زوروں پر ہے۔ یہ مسجد ٹورانٹو کے نواحی علاقہ قصبہ بنام MAPLE میں زیر تعمیر ہے جہاں جماعت کو بفضل خدا تعالیٰ ۲۵ ایکڑ خطہ ارض خریدنے کی توفیق ملی۔ یہ زمین ۱۹۸۵ء میں خرید لی گئی اور اس وقت کی قیمت کے مطابق ۵۲۵,۰۰۰ (سوا پانچ لاکھ کینیڈین ڈالرز) نقد ادا کئے گئے۔ بعض ماہرین قیمت جائیداد کے مطابق اب اس کی قیمت ۲.۵ ملین ڈالرز سے ۳ ملین ڈالرز (۲۵ سے ۳۰ لاکھ کینیڈین ڈالرز) ہے یہ زمین خریدنے کے فوراً بعد ٹورانٹو میں زمین اور جائیداد کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ ہم نے نہایت مناسب وقت پر یہ زمین خرید لی تھی۔

تعمیر مسجد زمین کی خرید کے فوراً بعد مسجد کی تعمیر کے لئے کوششیں شروع ہوئیں۔ نقشہ جات کا بننا۔ ڈیزائن کی منظوری اور ایسے ہی بے شمار مراحل سے گزر کر مسجد کی تعمیر کا اصل کام ستمبر ۱۹۸۹ء میں شروع ہوا اور ہمارا محتاط اندازہ ہے کہ یہ کام اکتوبر ۱۹۹۰ء تک تکمیل کو پہنچے گا انشاء اللہ۔ آج کل ہم پہلے فلور کی دیواریں کنکریٹ کی بنا رہے ہیں۔ یہ کام نہایت اہم اور پیچیدہ ہے۔ اور صبر آزما بھی ہے۔ خیال ہے کہ اس ماہ جنوری ۱۹۹۰ء میں یہ کام ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد پہلے فلور کی چھتوں کا کام ہوگا۔ جو امید ہے فروری ۱۹۹۰ء میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ مارچ میں سٹیل اور دوسری منزل کی دیواروں کا کام مکمل ہوگا۔ اس طرح اپریل کے شروع میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم بنیادی ڈھانچہ مکمل کر سکیں گے۔ اور ایک خوبصورت مسجد نظر آنے لگے گی گرمیوں کے تمام ماہ اپریل سے لیکر اکتوبر تک تمام اندرونی کام مکمل ہونگے

اخراجات کا تخمینہ

مسجد سے متعلقہ بعض تعمیراتی کام بھی مکمل کرنے ہیں جو اسی دور میں ساتھ ساتھ مکمل ہوں گے۔ مثلاً کار پارک۔ سڑکیں، سڑکوں پر روشنی کا انتظام اور ... وغیرہ۔ کار پارک کا ایک حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ اسی طرح کچھ سڑکوں کا کام بھی ہوا ہے۔ یہ تمام اخراجات مسجد کی بنیادی بلڈنگ کے اخراجات سے علیحدہ ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ مسجد کی تعمیر پر کوئی اٹھارہ لاکھ ڈالرز خرچ ہوں گے، انتظام برائے پانی کی سپلائی اور اخراج پر ایک لاکھ پچپن ہزار، دو لاکھ ستر ہزار کار پارک پر، نوے ہزار برائے بجلی کے پول اور روشنی کا انتظام اور سڑکوں پر ایک لاکھ دس ہزار اس طرح مسجد کی بلڈنگ کے علاوہ یہ چھ لاکھ پچیس ہزار ڈالرز کے اخراجات ہیں ان تمام اخراجات کے علاوہ بعض اور انتظامی اور پلاننگ کے اخراجات ہیں جو ... انجینئرز۔ آرکیٹکٹ ARCHITECT مختلف موقعوں پر لائسنس اور پرمٹ کے حصول میں حکومت کی فیس سروے کرنے والے ماہرین اور بعض اور انتظامی امور پر ایک لاکھ چالیس ہزار کا تخمینہ ہے اس سارے پراجیکٹ پر ۲.۸ ملین کینیڈین ڈالرز (۲۸ لاکھ ڈالرز) خرچ ہوں گے

ٹورانٹو مسجد کا ڈیزائین

(۱) مسجد کا ڈیزائن پروفیسر گلزار حیدر صاحب نے تیار کیا ہے۔ مکرم گلزار صاحب پاکستان کے گجرات شہر سے تعلق رکھتے ہیں اور آٹوہ میں ---- CARLETON یونیورسٹی میں ARCHITECTURE کے پروفیسر ہیں۔ موصوف عبادت گاہوں کے ڈیزائن اور تعمیر میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں ایسے مسلم طالب علم بھی شامل ہیں جنہوں نے سکھوں کے گوردوارہ کے ڈیزائن تیار کئے اور گورنر جنرل کینیڈا کا انعام حاصل کیا۔ آپ کے تحقیقی مقالے دنیا کے مشہور رسالوں میں چھپتے ہیں۔ ہماری مسجد کا ڈیزائن موصوف نے نہایت محنت کے ساتھ تیار کیا اور خود لندن جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں پیش کیا حضور کی طرف سے بعض امور کی نشاندہی ہوئی اور مشورہ سے یہ موجودہ ڈیزائن مکمل ہوا۔ یہاں کینیڈا میں مسجد کمیٹی نے بھی جو چھ افراد پر مشتمل تھی سینکڑوں گھنٹے مختلف اوقات میں خرچ کئے اور جماعت کی موجودہ اور آئندہ ضروریات کے پیش نظر ڈیزائن میں مناسب تبدیلیاں کروائیں۔ اس طرح ایک لمبے اور صبر آزما دور کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اب اسی ڈیزائن کی تعمیر شروع کی جاسکے تعمیر کے لئے جو ڈرائنگ بنائی جاتی ہیں وہ بہت محنت طلب اور توجہ طلب کام ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے دوسرے آرکیٹکٹ رائے چوہدری نے جو آسام ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں، تمام متعلقہ ڈرائنگز تیار کیں۔ ایک اور نوجوان مسلم آرکیٹکٹ جن کا نام اسمٰعیل ہے اور ود ملائیشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے حال ہی میں CARLETON یونیورسٹی سے ARCHITECTURE کی ڈگری مکمل کی ہے۔ انہوں نے بہت محنت سے گلزار حیدر صاحب اور رائے چوہدری کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیا اور تفصیلی ڈرائنگز کی تیاری میں مدد کی

ڈیزائن کی بعض خصوصیات

۱۔ ڈیزائن اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ وہ کینیڈا میں دوسری عمارتوں کی نسبت ایک عجوبہ نہ محسوس ہو۔ خیال یہ رکھا گیا ہے کہ عمارت نہ تو بالکل ہی مشرقی طرز کی ہو کہ OUT OF PLACE (غیر مناسب) نظر آئے اور نہ ہی اس قدر ماڈرن ہو کہ NUCLEAR REACTOR ایٹمی توانائی کی عمارت معلوم ہونے لگے۔ بلکہ ان دونوں کے بین بین ایک متوازن عمارت ہو جو اپنی حیثیت بطور عبادت گاہ قائم رکھے اور صرف دُور سے دیکھنے سے ہی معلوم ہو کہ یہ عمارت عام نہیں بلکہ خصوصی عبادت گاہ ہے۔ دوسری طرف کینیڈا میں تعمیراتی لحاظ سے جو رواج ہیں ان میں رچ بس جائے۔

۲۔ مسجد دو عمارتوں پر مشتمل ہے قبلہ رخ ایک بڑی عمارت ہے جس میں دو بڑے ہال ہیں اوپر اور نیچے۔ جو صرف عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ اور ... ایک چھوٹی گیلری ہے جہاں پر ... کے قریب افراد نماز ادا کر سکیں گے۔ کل نمازی کوئی دو ہزار کے قریب اس مسجد میں نماز ادا کر سکیں گے۔ نیچے والا ہال عورتوں کے لئے ہے۔ اور اوپر والا مردوں کے لئے۔ دوسری ملحقہ عمارت نسبتاً چھوٹی ہے جو قبلہ رخ نہیں یہ عمارت سروس بلڈنگ کہلاتی ہے۔ اس میں وضو اور طہارت کے لئے تمام انتظامات موجود ہیں۔ اوپر اور نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں ہیں اس طرح بعض دوسری ضروریات کے لئے اسی چھوٹی عمارت میں انتظامات موجود ہیں۔ ... مسجد سے ملحقہ ایک نہایت خوبصورت مینار ہے جس کی بلندی ۹۴ فٹ ہے۔ گلزار حیدر صاحب نے اسلامی تعمیراتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے ڈیزائن پر بہت توجہ دی۔ دنیا کی بہت سی مساجد کے میناروں پر تحقیق ... کے بعد اور منارۃ المسیح کو بھی ... تصویروں میں دیکھ کر یہ منار ڈیزائن کیا ہے۔ اس مینارہ میں ترکی اور مصر میں اسلامی فن تعمیر کی ایک ... نظر آتی ہے۔ مینارہ کے اندر سیڑھیاں ہیں جس کے ذریعہ ایک خاص بلندی تک جایا جاسکتا ہے۔ چونکہ یہ ... اس طرز پہ تیار کیا گیا ہے کہ ... حصہ ہو اس لئے اس کے ... سائز کے کمرے بنا دیئے گئے ... جو بوقت ضرورت آفس کا کام ... یا کسی اور ہنگامی ضرورت کے پیش نظر استعمال میں لائے جاسکیں۔ مسجد کی چھت پر بڑی عمارت پر عین امام کی جگہ کے اوپر نہایت خوبصورت گنبد ہے جس میں سے قدرتی روشنی ... گاہ میں داخل ہوتی ہے یہ ... دیکھنے پر امام کے مقام کو ... طور پر منفرد بھی کرتا ہے ... مسجد میں داخلہ کے ... کی طرف ایک دروازہ ... ایک اور نسبتاً چھوٹا گنبد ہے جو سروس بلڈنگ کی چھت پر عورتوں کے داخلہ کے دروازہ کے اوپر ہے اور مسجد میں عورتوں کے علیحدہ داخلہ کے مقام کو منفرد کرتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں۔ چھوٹا گنبد بڑا گنبد اور منارہ ایک خاص جیومیٹری کے رشتہ سے

منسلک ہیں اور مسجد کی ظاہری خوبصورتی کو اجاگر کرتی ہیں۔ جب ہائی وے پر جاتے ہوئے مسافروں کی نظر مسجد پر پڑے گی تو عمارت کے مختلف پہلو اپنی اپنی باری پر نظر آئیں گے۔

۴۔ مسجد میں کھڑکیوں کی تعداد کو زیادہ اور سائز میں قدرے چھوٹا ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس کے کئی حفاظتی پہلو بھی ہیں۔ اور رات کے وقت جب اندر سے روشنی ہوگی تو اس وقت عمارت اپنا ایک خاص سماں پیدا کرے گی۔ عورتوں کے ہال میں قدرتی روشنی آنے کے لئے خاصی تعداد میں کھڑکیاں ہیں اسی طرح ہال کی چھت اونچی ہے جس سے آواز کے گونجنے کا مسئلہ بھی حل ہوگیا ہے۔ اونچی چھت سے طبیعت میں گھبراہٹ بھی پیدا نہیں ہوتی۔

۵۔ اس مسجد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عورتوں کی بعض مشکلات کا حل ڈیزائن کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ مثلاً عبادت والے کمرہ کے پچھلی طرف سے رخ پر قبلہ رخ ایک اور کمرہ تیار کیا گیا ہے جو شیشے کی دیوار کی مدد سے عبادت گاہ سے علیحدہ بھی ہے اور اس میں شامل بھی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے بچوں والی مائیں اس کمرہ میں آکر عبادت میں اور دوسری تقریبات میں حصہ لے سکیں گی۔ اور ساتھ ہی دوسری عورتوں کے لئے بچوں کی وجہ سے شور کا موجب نہ بن سکیں گی چونکہ دیوار شیشے کی ہے اس لیے وہ بہ نظر ظاہر بھی حصہ لے سکیں گی

۶۔ کینیڈا میں تعمیراتی کام کے لئے جو قوانین حکومت نے بنائے ہیں ان کے مطابق ہر نئی عمارت میں بیمار اور اپاہج لوگوں کے آزادانہ آنے جانے کی سہولتیں مہیا کرنا بھی فرض ہے۔ اس کے بغیر عمارت کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں مسجد میں ایک بجلی کا ELEVATOR لگایا گیا ہے۔ جو عورتوں کے ہال کو مردوں کے ہال سے ملاتا ہے اور اسی طرح گیلری تک جاتا ہے۔ اس نسبت سے یہ پہلی احمدیہ مسجد ہے جس میں ELEVATOR نصب ہوگا۔ بیماروں اور اپاہج لوگوں کی سہولت کے واسطے علیحدہ طہارت کا انتظام ہے تاکہ وہ بآسانی اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

(۷)۔ اس مسجد کی عمارت کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس قدر بھی سہولتیں میسر ہیں وہ یکساں طور پر مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے برابر ہیں۔ ہال کا سائز دونوں کا برابر ہے۔ باتھ روموں کی تعداد بھی یکساں ہے۔ بیمار اور اپاہج عورتوں کے لئے یکساں سہولتیں ہیں۔ عورتوں کے مسجد میں داخلہ کے مقام کو ایک چھوٹے گنبد کے ذریعے منفرد اور نمایاں کیا گیا ہے۔ مینار کے نیچے اگر ایک کمرہ مردوں کے لئے بنایا گیا ہے تو اسی سائز کا ایک کمرہ عورتوں کے ہال میں، منارہ کے نیچے ان کے لئے بھی بنایا گیا ہے۔ الغرض ہر وہ چیز جو مردوں کے لئے مہیا کی گئی ہے وہ عورتوں کے لئے بھی اسی طرز پر مہیا کی گئی ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ مستورات یہ محسوس نہ کریں کہ مردوں نے اپنی سہولت کے پیش نظر مسجد ڈیزائن کی ہے۔ عورتوں اور مردوں میں مساوات کا عملی نمونہ اس مسجد کے ڈیزائن کا حصہ ہے۔

(۸)۔ بڑی عمارت جو عبادت گاہ کے طور پر استعمال ہوگی اس میں اور چھوٹی سروس عمارت کے درمیان جو ہال وے HALL WAY ہے اس کو اس طرز پر ڈیزائن کیا گیا ہے کہ بوقت ضرورت جب مسجد میں غیر متوقع حاضری ہو اس جگہ کو بطور عبادت استعمال میں لایا جا سکے۔ اسی طرح باتھ روموں میں داخلہ کے لئے باہر کی طرف ایک علیحدہ دروازہ بھی رکھا گیا ہے کہ اگر گرمیوں میں مسجد کے باہر کوئی جلسہ، کھیل، یا کوئی اور تقریب کا انعقاد ہو اور باتھ روم کے استعمال کی ضرورت پڑے تو براہ راست داخلہ ہو سکے۔

۹۔ کینیڈا میں چونکہ سردیوں کے ماہ زیادہ ہیں اور نومبر سے مارچ تک تو برف باری بھی بہت ہوتی ہے اس لئے عمارتوں کو اندر سے گرم کرنے کے واسطے مرکزی طور پر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک بند عمارت ہوتی ہے تاکہ اندر کی گرمی باہر نہ جائے اور عمارت ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ لیکن گرمیوں کے مہینے بھی سخت ہوتے ہیں اور عمارت بند ہونے کی وجہ سے جلد ہی گرم ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایئر کنڈیشنر لگانا ایک عملی ضرورت ہے۔ ہماری مسجد بھی موجودہ طریق پر AIR CONDITIONED ہے۔ تاکہ بآسانی گرمیوں میں ٹھنڈی کی جا سکے اور سردیوں میں گرم۔

۱۰۔ مسجد کی دونوں عمارتوں میں PILLARS اس طرح بنائے گئے ہیں کہ وہ دیواروں کے اندر چھپ جائیں اس طرح بڑے ہال میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس طرح عورتوں کے ہال میں بھی کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں۔

۱۱۔ تعمیراتی قوانین کے مطابق ہر عمارت اس طرز پر بنائی جاتی ہے کہ خدانخواستہ کسی حادثہ یا آگ لگنے کی صورت میں عمارت کو جلد از جلد خالی کیا جا سکے۔ اس لحاظ سے ہماری مسجد میں خاص مقامات پر دروازے لگائے گئے ہیں تاکہ کسی حادثہ یا آگ لگنے کی صورت میں مسجد کو جلد از جلد خالی کیا جا سکے۔ یہ سہولت بھی مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں طور پر مہیا کی گئی ہے۔

۱۲۔ مسجد کی تعمیر کا طریقہ یہ ہے کہ بنیادی ڈھانچہ کنکریٹ کی دیواروں کا ہے۔ اوپر والی منزل میں سٹیل کا ڈھانچہ ہے جس کے باہر PRE-CAST CONCRETE کی دیواریں ہوں گی۔ اور اندر DRY WALL ہوگی۔ مسجد کا اندرونی اور بیرونی رنگ سفید ہوگا۔ یہ طریقہ تعمیر یہاں بہت اعلیٰ تصور کیا جاتا ہے۔ اور تعمیر بہت جلدی ہوتی ہے۔

تقویٰ پر بنیاد

مسجد کی ظاہری خوبصورتی کے سلسلہ میں تفصیل سے اس لئے بیان کیا ہے کہ جہاں ہم اس قدر رقم عمارت پر خرچ کر رہے ہیں تو ظاہری خوبصورتی کے پہلو کو نظر انداز نہ کیا جا سکے۔ لیکن ہر مسجد کی اصل بنیاد اور اصل خوبصورتی باطنی ہے ہم ایسی مسجد بنانے کی نہ خواہش رکھتے ہیں اور نہ کوشش میں ہیں جو ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے تو زائرین کے ہجوم میں رہے اور اندر سے نمازیوں سے خالی رہے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے جو مقاصد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعاؤں کے ذریعہ متعین کئے وہی مسجد کی تعمیر کی اصل بنیاد ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ جو بھی لوگ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں خواہ مالی قربانی کے ذریعہ وقت کی قربانی کے ذریعہ یا کسی بھی اور ذریعہ سے اس مسجد کی تعمیر میں امداد کر رہے ہیں ان سب کے لئے عمارت کی ظاہری خوبصورتی ایک ضمنی بات ہے۔

قربانی اور ایثار کے چند نمونے

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر مخلصین دیئے ہیں اس کی مثال شاید ہی کسی اور گروہ میں پائی جاتی ہو۔ اگر احمدی حضرات اپنے ایمان کی حفاظت میں جان کی قربانی پیش کرنا ایک معمولی مشغلہ سمجھتے ہیں تو مالی قربانی کے وقت بھی وہ صحابہ رسول اکرمؐ کے نقش قدم پر پورا چلتے ہیں۔ قرآن کریم کے مختلف تراجم کی اشاعت کے اخراجات کے چند نمونے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے مختلف خطبات جمعہ میں بیان کئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کینیڈا نے بھی ایسے جانثار مخلصین اور بے حساب مالی قربانی کرنے والوں میں سے ایک حصہ پایا ہے۔ جس قدر احباب مسجد کی تعمیر سے خوش ہیں اور جس جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ کر مالی قربانی میں حصہ لے رہے ہیں ان تمام واقعات کو قلمبند کرنا ایک بہت بڑا کام ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جن کے مالی ذرائع زیادہ نہیں مگر دل ایسے رکھتے ہیں کہ باوجود مالی مشکلات کے بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے سب مسجد کی امانت ہے۔ ایسے بے لوث دل صرف انہیں کے پاس نہیں جن کے پاس رقم نہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو آسودہ حال ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے ہیں، وہ بھی قربانی میں پیچھے نہیں بعض واقعات درج کئے دیتا ہوں جب مسجد کا ڈیزائن تیار ہو رہا تھا تو اخراجات کے پیش نظر یہ بھی خیال آیا کہ مینار چونکہ مسجد کا اس قدر ضروری حصہ نہیں کہ اس کے بغیر مسجد ہی نہ بنائی جا سکے تو اس کو ابھی فی الحال تعمیر نہ کیا جائے۔ اس پر تقریباً ایک لاکھ کینیڈین ڈالرز کے خرچ کا تخمینہ تھا۔ ایک مخلص دوست کو جب اس کا پتہ چلا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ مینار چونکہ مسجد کی شناخت کا ایک نشان بن چکا ہے اس لئے اسے ضرور بنانا

چاہیئے اور یہ وعدہ کر لیا کہ اس کا جتنا خرچ ہوگا وہ میں اکیلا ہی ادا کردوں گا انشاء اللہ۔

ایسے لوگ بھی ہیں جو کینیڈا میں حال ہی میں آئے ہیں۔ اور ابھی تک مکمل طور پر سیٹ بھی نہیں ہو سکے اور اپنے پیشہ کی نوکری بھی ابھی نہیں ملی۔ مگر مسجد کی تعمیر کے لئے وعدہ دیکھو تو کوئی ۲۵ ہزار، کوئی پچاس ہزار۔ نئی بیاہی دلہنیں جنکی شادی کو ایک سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا وہ اپنے سونے کے زیورات کے مکمل سیٹ مسجد کے اخراجات کے لئے دے رہی ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے ایک اور صاحب حیثیت دوست سے تذکرہ کیا کہ ہمیں اس وقت کچھ کیش کی کمی ہے اور بہت سی ادائیگیاں آرہی ہیں، تو آپ کچھ مدد کریں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں ایک لاکھ ڈالر اپنی طرف سے بطور سادہ ادا کر دوں گا۔ اور ایک لاکھ ڈالرز بطور قرض حسنہ دے دوں گا۔ بعض بچوں کی قربانیاں بھی توجہ کی محتاج ہیں۔ مکرم مبارک احمد صاحب نذیر جو کیلیگری (CALGARY) میں مغربی کینیڈا کے مبلغ ہیں چند روز کے لئے ٹورانٹو آئے تاکہ وصولی چندہ مسجد میں امداد ہو سکے۔ انہوں نے دوستوں کے گھر جا کر ادائیگی کی تحریک کی مہم شروع کی۔ ان کے بقول چھوٹے چھوٹے بچے جو ابھی سکولوں میں پڑھتے ہیں اور اخبار میں تقسیم کر کے کچھ جیب خرچ اکٹھا کرتے ہیں ان بچوں نے بھی اپنی ساری پونجی مسجد کی تعمیر میں دے دی۔

ان چند مثالوں سے ظاہر ہو جائے گا کہ کس طرح جماعت احمدیہ کینیڈا کے بوڑھے، نوجوان، مرد، عورتیں، بچے، امیر، غریب طالب علم الغرض ساری جماعت ہی بے لوث خدمت اور قربانی کے جذبہ سے مسجد کی تعمیر میں کوشاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے اور جلد ہی ہم اس مسجد میں نماز ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ آمین۔

مدرسہ احمدیہ مورخہ یکم ستمبر کو کھلے گا!

جملہ طلباء مدرسہ احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ موسمی تعطیلات کے بعد مدرسہ احمدیہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۰ء کو کھل جائے گا۔ تمام طلباء کی حاضری اس دن لازمی ہے۔ بچوں کے سرپرست اور مقامی جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ طلباء کو بروقت بھجوانے کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس قادیان لائے۔

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

ضروری اعلان برائے لٹریچر

جملہ جماعتوں کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ لٹریچر سے متعلق اگر کسی قسم کی بھی دقت ہو تو نظارت اشاعت کو لکھیں انشاء اللہ ہر ممکن تعاون دیا جائے گا۔

(۱) ۔ جملہ جماعتوں کو لٹریچر کی فہرست مع قیمت سرکلر ارسال کی جارہی ہے۔ اگر کسی جماعت کو نہ ملا ہو تو اطلاع دیں۔

(۲) ۔ جن جماعتوں یا افراد کو مفت لٹریچر کی ضرورت ہو تو نظارت دعوت و تبلیغ کو لکھیں اور اُس کی اطلاع نظارت اشاعت کو بھی دیں۔ تاکہ آپ کی ضرورت کو بروقت پورا کیا جا سکے۔

(۳) ۔ لٹریچر کے متعلق آپ کو کوئی بھی دقت ہو یا کوئی مفید مشورہ ہو تو نظارت ہذا سے رابطہ رکھیں۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ نظارت اشاعت کو لکھنے کی بجائے براہ راست لندن چٹھیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو درست نہیں۔ اگر نظارت ہذا سے کوئی مسئلہ حل نہ ہو تو وکیل الاشاعت لندن سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے۔

امید ہے کہ احباب جماعت اس بارے میں ہم سے تعاون فرمائیں گے۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

بقیہ صفحہ ۹

موتی ہاری ۲۳ر جون ۱۹۹۰ء کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاکسار کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک خاکسار سید عارف احمد صدر جماعت احمدیہ موتی ہاری نے کی اور مکرم سید اقبال احمد صاحب نے نظم پڑھی ازاں بعد خاکسار نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض" بیان کی بعدہ مکرم سید زاہد احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں بیان کیں۔ اور مکرم سید خالد احمد صاحب، مکرم شاہد احمد صاحب، مکرم سید عابد احمد صاحب، مکرم سید نثار احمد صاحب، مکرم سید اقبال احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ دوران جلسہ عزیزم سید حسام الدین مبشر احمد نے ایک نظم سنائی۔ خاکسار کی صدارتی تقریر و پر سوز دعاؤں کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی الحمدللہ کافی تعداد میں غیر احمدی و غیر مسلم بھائیوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی اور اچھے تأثرات لے کر گئے

(سید عارف احمد صدر جماعت احمدیہ موتی ہاری)

ابراہیم پور مورخہ ۲/۹۰ /۲ کو ابراہیم پور مرشد آباد میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جلسہ زیر صدارت مکرم جناب ابصار میاں صاحب منعقد ہوا۔ مکرم اشرف حسین صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد۔ مکرم ابصار میاں صاحب نے ایک نظم درد بھری آواز سے سنائی اور مکرم امداد الحق صاحب مکرم عبد اللہ جلال الدین صاحب معلم وقف جدید، مکرم نصیر الدین صاحب معلم وقف جدید، مکرم عبد الرؤف صاحب معلم وقف جدید، مکرم نور احمد صاحب نواحدی، مکرم عطاء الرحمٰن صاحب، مکرم عزیز الحق صاحب معلم وقف جدید مکرم مولوی امان اللہ صاحب نے خلافت علیٰ منہاج نبوت پر تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار فاروق احمد بنگالی (مبلغ انچارج ڈائمنڈ ہاربر ۲۴ پرگنہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی قربانیاں صرف اور صرف توحید کے قیام کے لئے اور حضورؐ کی بعثت کی غرض و غایت بیان کی نیز موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت اور امام مہدی کے ظہور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ازاں بعد مکرم چاند محمد صاحب نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور علمائے زمانہ کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی حقیقت کو جاننے کے لئے قرآن و حدیث پڑھنا ضروری ہے۔ آخر میں صدر صاحب کے صدارتی خطاب کے بعد دعا ہوئی اور جلسہ قریباً رات ۱۲ بجے برخاست ہوا۔ جلسہ میں ۵۰۰ سو سے زائد افراد احمدی، غیر احمدی اور ہندو شریک ہوئے

سنگ ہاری مورخہ ۲۸/۴/۹۰ کو جماعت احمدیہ سنگھاری کے زیر اہتمام مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ مکرم جناب رمضان علی صاحب پریذیڈنٹ ہوگلہ جماعت کی تلاوت قرآن کریم کے بعد LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE پر ایک نظم مکرم چاند محمد صاحب نے سنائی۔ بعدہ مکرم رمضان علی صاحب (ہوگلہ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی پر روشنی ڈالی مکرم مولوی امان اللہ صاحب معلم وقف جدید نے آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں اور آخری زمانہ میں امام مہدی کا ظہور۔ نیز خلافت کی برکات بیان کیں اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج کلکتہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی، خاکسار فاروق احمد بنگالی نے بعنوان "وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین" تقاریر کیں۔

آخر میں مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ نے صدارتی خطاب کیا اور بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

(خاکسار فاروق احمد مبلغ سلسلہ ڈائمنڈ ہاربر)

درخواست دعا:۔ عزیزم شیخ ادریس صاحب ابن مکرم شیخ روزاب صاحب کرڈاپلی میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں دس روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے مزید کامیابیوں کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(حاتم خان معلم وقف جدید)

تحریک بیوت الحمد

صاحبِ ثروت اور صاحبِ استطاعت احباب سے خصوصی درخواست

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۳ء میں اس تحریک کا اعلان فرمایا تھا اُس وقت شمع احمدیت کے پروانوں نے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک کروڑ سے زائد کے وعدہ جات پیش کردیئے تھے۔ جس کا اظہار حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ لندن ۱۸ ستمبر ۱۹۸۷ء میں فرمایا کہ :-

”بیوت الحمد میں ہماری کوشش ہے کہ ایک سو مکان غرباء کو یا ایسے دین کی خدمت کرنے والوں کو جن کو توفیق نہیں ہے اپنے مکان بنانے کی اُن کو مکمل بنا کر پیش کریں۔ یہ تحریک چار سال پہلے پیش کی گئی تھی اُس وقت جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا ردّ عمل دکھایا۔ اور کثرت سے اتنے وعدے موصول ہوئے کہ ہمارا خیال تھا کہ اگر اوسط سارے اخراجات ملا کر ایک لاکھ میں ایک مکان بنے تو ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اور وعدے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک کروڑ روپے سے زیادہ کے آگئے۔ اس وقت جماعت کو تحریص دلانے کی خاطر دو تین سال کے بعد میں نے اپنا چندہ دگنا کر دیا تھا۔ ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ کر دیا تھا۔ تاکہ دو مکان اگر میں بنا کر دیتا ہوں تو جو صاحب توفیق ہیں وہ بھی اس معاملہ میں آگے قدم بڑھائیں۔ اب جب کہ جائزہ لیا ہے۔ تو ابھی بھی اور ضرورت ہے۔ اس لئے میں اپنی طرف سے ایک اور مکان کا خرچ پیش کرتا ہوں اور جن دوستوں کو توفیق ہے کہ وہ ایک مکان کا خرچ پیش کر سکیں یا جن جماعتوں کو توفیق ہے وہ ایک مکان کا خرچ بھیج سکیں۔ اُن کو بھی اجازت ہے۔“

اس اہم تحریک کی طرف ہندوستان کی جماعتوں نے کما حقہٗ توجہ نہیں کی یا مرکز کی طرف سے کما حقہ تحریک نہیں ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک ہندوستان کی کسی جماعت سے یا کسی مخیر احباب کی طرف سے باقاعدہ کوئی وعدہ مرکز میں موصول نہیں ہوا۔ البتہ جن احباب کے کانوں تک اس تحریک کی آواز سنی گئی وہ اپنے طور پر کچھ نہ کچھ رقم مرکز بھجواتے رہے جس کی مجموعی میزان بیس ہزار روپے سے زائد نہیں ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں ایسے صاحب ثروت احباب موجود ہیں۔ جو خدا کے فضل سے ایک مکان کا خرچ بآسانی دے سکتے ہیں۔ اور ایسی جماعتیں بھی موجود ہیں جو ملکر اپنی جماعت کی طرف سے ایک مکان کا خرچ دے سکتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں جب اس سلسلہ میں مرکز سے رپورٹ طلب فرمائی تو دوبارہ اس تحریک کی طرف خصوصی توجہ دلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تاکہ ہندوستان کے غریب بے سر و سامان خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے احمدی بھائیوں کے لئے بھی اس تحریک کے ذریعہ مکانات کی سہولت دی جا سکے۔

میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں اور صاحب ثروت احباب اس بابرکت تحریک پر دوبارہ توجہ فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اموال میں سے اس غرض کے لئے بھی خصوصی حصہ نکالیں گے۔ اور نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ارشادِ نبوی ﷺ
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
اسلام لا تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا
(محتاجِ دعا)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے خدمات حاصل کریں
احمد پراپرٹی ڈیلرز
پروپرائیٹر۔ نعیم احمد طاہر احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶
AHMAD PROPERTY DEALERS
AHMADIYYA CHOWK QADIAN 143516

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
(ریتھما)
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی فون نمبر: ۶۲۹۴۴۳

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

ایس اشفاق عبداللہ
(پیکنگ)
باقی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز۔ 43-4028-5137-5206

اَفضلُ الذِّکرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073.

PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI :- 273903.

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زد جامِ عشق — ۱۰۰/- روپے

جوُب مفیدِ اٹھرا — ۴۵/- روپے

اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)

تریاقِ معدہ — ۸/- ۱۵/-

روشن کاجل

حبِ جدوار — ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

PHONE :- 279203

THE JANTA,

CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

(دُرِّ ثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15 - SANTHOMEHIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360
74350

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400059.
RESI. 6233389

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیثِ نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.
DEALERS IN :- TIMBER TEAK, POLES, SIZES,
FIRE WOOD.
MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

کوئی میرا دشمن نہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ! "

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ اربعین نمبر (۱) صفحہ ۳۴۴)

طالبانِ دُعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد ر۔ ہارون احمد
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد گوتم احمد اینڈ براد رس سٹاکسٹ جیون ڈریسز - مدینہ میدان روڈ - بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر: - 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے (کشتی نوح)

پیشکش: -

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.
CANNANORE - 670001
PHONE NO. 4498.
HEAD OFFICE:- P.O. PAYANGADI
(KERALA) PIN. 670303.
PHONE NO. 12.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بدیۂ نکش: - عبد الرحیم و عبد الرؤف - مالکان حمید ساری مارٹ - صالح پور - کٹک (اڑیسہ)

AUTHORISED JOBBERS   Lucas-TVS

آٹو ٹریڈرز
۱۶ - مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ: - "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار - ٹرک - بس - جیپ اور ماروتی کے اصلی پُرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز: - 28-5227 اور 28-1652

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے!"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں: -

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۹ اگست ۱۹۹۰ء - رجسٹرڈ نمبر پی / جی ڈی پی - ۲۳